

2253
2



عرفانیات بیانی

مجموعه علامه یکتا نظام

حضرت خواجہ محمد سید الباقی المعروف خواجہ سید باقر بن عبد اللہ

تالیف و ترتیب کی

از

سید نظام الدین احمد کاظمی حیدرآباد

تقریظ کتاب از حضرت علامہ زید ابو الحسن فاروقی مجددی مدظلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پروردگار جل شانہ و عم اصانہ جناب سید نظام الدین احمد حیرت
کاظمی را اجر اعنایت فرماید کہ ایشان اولاً با این فقیر سعیمہا کردند تا کلام
حضرت خواجہ قدس سرہ را از نسخہ ہائے متعددہ جمع نمودند و باز آن را بہ سعی زیاد
بعلیہ طباعت آراستہ کردہ پدید آریاب قلوب و اہل صفاسا کنند با این مجموعہ نفیسہ کہ
زہر یک نقطہ اش چوں سنبل تر شمیم وصل جانان می زند سر
عکس مکتوب گرامی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نیز شامل کردند این
مکتوب شریف بدست مبارک خاص حضرت امام ربانی نوشته شدہ است کہ در
دفتر اول مکتوبات قدسی آیات مکتوب دو صد و سیزدہم می باشد این مکتوب
مبارک از انفس ذخائر طیبہ است کہ از آباء و اجداد کرام عالی مقام قدس
اللہ انوارہم و رحمہم و رقی عنہم بہ این فقیر رسیدہ است و نزد وے
محفوظ است و الحمد للہ الذی تم بنعمہ الصالحات و الصلوة والسلام علی
صیبتہ الکائنات و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

زید ابو الحسن فاروقی مجددی

خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمہ اللہ چنای قریب دہلی

۱۳۹۰
پہا شنبہ ۸ صفر

۱۵ اپریل ۱۹۷۰ م

ای عزیزان دیدہ ہاروشن کنید

بسمت جزم الامجد علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ
والشہادت

فان الله سبحانه وتعالى حل جزاء الاصلان الا الحسن
في دانه كذا احسان شمارا بكم احسان مكافاة ما
انك في دراهمات نيك با مان سلا م دارين طيب
باشد الحمد لله سبحانه والمنة كذا يعنى في قوليت مينرا
واحسان ديك كذا لا ينج مكافاة نيت موعظة وندكر
اكر در مرض قبول بده نعتي است غابت و نجابت
خلاصه موعظة وندكر نصاب اخلاط و انساب لاهل
واما ب تشتم است تدبير و تشتم مروط سلوك
صحة اصوله م. جماعت است كه فرقه ناظيم اور
بسلامت بجات ن تا بعت ان بزرگوار
ملايك و مدح اين اشاع اراي انهما كتنه لابل عقل
و نقل كتنه بر معني است حد است كه احتمال تخلف ندر
اكر معلوم شود كه شخص برابر دانه عزله از صراط
ان بزرگواران جدا افتاد است صحبت لو اس قابل
بايد نهد و محال است اورا زهر اعي بايد انكار
علماني باك از هر فرقه كه باشد مخصوص دين اندي
از صحبت اينها نيز از ضرورت است اين همه فتنه و فساد
كه در دين پيدا شده است از سوي اينجامه است كه
ديني اخرة مورا بداد داد اند اولئك الذين كرموا
الضلالة بالهدى فما يحمت تجارتهم و ما كان هدي
الهدى عين را سخمه ديك كه آسوده و فادح است
شسته است دست از انوار اضلال كونا كذا

مكتوب شريف امام زباني مجتهد الف تاني
بنام شيخ فريد نجاري از دست مبارك ايشان
این مکتوب شریفیت در جلد اول مکتوبات امام ربانی به غیر در حدود ۱۰۰۰۰ است

شامل کتاب عرفانیات باقی

سلسلہ مطبوعات شاہ ابوالخیر اکاڈمی، دہلی

نمبر ۳



عرفانیات باقی

یعنی مجموعہ کلام معارف نظام حضرت خواجہ باقی باللہ

مع احوال کرامت منوال بزبان اردو از حضرت علامہ

شاہ زید ابو الحسن فاروقی مجددی در بیان احوال بدایت و

نہایت حضرت خواجہ بزبان فارسی از زبدۃ المقامات

مترتب و ناشر

مسئد نظام الدین احمد کاظمی حیرت رام پوری

قیمت فی جلد چار روپے پچاس پیسے، جلد پانچ روپے

مطبوعہ خواجہ برقی پریس جامع مسجد دہلی لا

فہرست مندرجات کتاب

نمبر شمار	عنوانات	حوالہ صفحہ
۱	سیاس و تشکر	۳
۲	نذرِ ستحسن	۴
۳	پیش لفظ	۵ تا ۶
۴	اعترافِ شخصیت	۷ تا ۱۰
۵	احوالِ کرامت منوال	۱۱ تا ۱۱
۶	رباعیات در مدح حضرت خواجہ باقی باللہ	۲۴-۲۵
۷	بیانِ احوالِ ہدایت و نہایت حضرت خواجہ	۲۴ تا ۶۲
۸	مثنوی قبل از زمانِ درویشی	۱۳۸ ابیات ۶۳ تا ۷۴
۹	مثنوی گنجِ فطر	۷۲۵ " ۱۳۰ تا ۱۳۵
۱۰	سلسلہ پیرانِ طریقت	۲۲ " ۱۳۱
۱۱	ساقی نامہ	۱۱۱ ۱۳۲ تا ۱۳۹
۱۲	تاریخ تولد خواجہ عبید اللہ و خواجہ محمد عبد اللہ	۹۵ " ۱۳۹ تا ۱۴۵
۱۳	تاریخ تولد خواجہ محمد عبد اللہ	۸ " ۱۴۶
۱۴	رباعیات سلسلہ الاحرار	۲۶ رباعیات ۱۴۷ تا ۱۵۸
۱۵	منفرقات ۳ رباعی و ۳ فرد	۱۶۱
	میزانِ کمال اشعار مع اضافہ چار اشعار از زبانیہ المقامات ۱۲۰۰	
۱۶	مثنویہ و قطعات تاریخ و وفات حضرت خواجہ باقی	۱۶۳ تا ۱۶۷
۱۷	قصیدہ مشتمل بر تاریخ و وفات	۱۶۸

ابتداءً کتاب میں حضرت امام ربانی کی مقدس تحریر کا عکس اور آخر میں حضرت خواجہ باقی کے

مزار فیض آثار کے قدیم و جدید دو نقشے بنظر تبرک شامل ہیں۔

خواجہ محمد عبد اللہ کی تصانیف و اشعار محفوظ ہیں۔

سپاس و شکر

اللہ جل شانہ و عم نوالہ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ
مجھ ایسے بے بضاعت اور کم سواد کو عرفانیاتِ باقی کی ترتیب تدریس
اور تصحیح و اشاعت کا شرف بخشا اور آج حضرت عوالبہ باقی باللہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نادر و نایاب کلام کا یہ روح پرور اور
دلنواز مجموعہ قارئین کرام کے پیش نظر ہے۔

اے خدا قربان احسانت شوم
میری یہ کوشش ہرگز منظر عام پر نہ آئی اگر محذوم
مکرم فاضل یگانہ حضرت علامہ شاہ زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ
العالی سجادہ نشین خاتقاہ حضرت شاہ ابوالخیر کی رہنمائی اور
دستیگیری شامل حال نہ ہوتی۔ میں اس کرم فرمائی کے لئے
حضرت شاہ صاحب موصوف کا بجمیم قلب شکر گزار ہوں۔

کرم کردی الہی زندہ باشتی
در اصل عرفانیاتِ باقی کی ترتیب و تدریس آپ ہی کے نصیب
اور شفقت و مرحمت کا ثمر ہے۔ ورنہ
عملیہ کار کجا و من خراب کجا

سپاس گزار
حیات کاظمی

نذیرا مُستَحْسِن

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے بلند پایہ
معارف پرورد کلام کا نادر و نایاب مجموعہ جو ہندوستان میں
پہلی بار عرفانیاتِ باقی کے نام سے یہ خاکسار پیش کر رہا ہے،
بہ کمالِ خلوص و ادب نقیب الاولیاء جناب صاحبزادہ محمد حسن صاحب
فاروقی سجادہ نشین خانقاہ حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی
و مدیر ماہنامہ آستانہ کے ملاحظہ میں ہدیہ پیش کرتا ہے۔

لیکھیں ہم سرمایہ بہارِ امن

کہ گل بہ دستِ نواز شاخِ تازہ ترماند

عقیدت کبیش

حیرت کاظمی

پیش لفظ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مشہور اور اثر آفرین شعر ہے :-

می گذشتم ز غم آسودہ کہ ناگہ ز کمیں

عالم آشوب نگاہی سر را ہم گرفت

در حقیقت اسی عالم آشوب نگاہ نے حضرت خواجہ کے قلب و جگر کو سوز و گداز محبت

اور نور معرفت عطا کیا۔ یہی سوز و گداز محبت اور نور معرفت ہے جو حضرت کے کلام منظوم

میں درد و تاثیر اور عرفان و آگہی کی ایک دنیا سموئے ہوئے ہے۔

حضرت خواجہ باقی کا یہ مجموعہ کلام جو عرفانیات باقی کے نام سے پیش نظر ہے بلاشبہ صد اہ

حقانیت عشق و محبت تصوف روحانیت علوم معانی سلاست بان و رحلا اور بیان کا منظر اتم ہے

حقیقاً اتم اخرون کو حضرت خواجه کی جلالت قد اور محاسن کلام نے یہ تاثیر بخشا کہ حضرت کا کلام

بلاغت نظام آپ کی سیرت سوانح کے ساتھ شائع کیا جائے۔

شروع میں کلام باقی کا جو قلمی نسخہ میرے پیش نظر ہوا اور اس کو میں نے اپنے لئے نقل بھی کیا

وہ حضرت جی حنا کو الیاء کے کتب خانہ قلمی نسخہ تھا۔ (کتابت سن ۱۳۱۲ھ) یہ نسخہ اگرچہ ناقص و غلط

تھا لیکن اس وقت کوئی اور صحیح و کامل نسخہ معلوم و دستیاب نہ تھا، جب یہ نسخہ نقل کر لیا اور اسے

بامعان نظر پڑھا تو معلوم ہوا کہ نامکمل اور غلط ہے۔ اس لئے پائیکہ جب تک کوئی

صحیح و کامل نسخہ دستیاب ہو کر کلام کی تصحیح و تدوین تسلی بخش طریقہ پر نہ ہو، اسے شائع

نہ کیا جائے چنانچہ تین سال تک کلام کی طباعت و اشاعت عمل میں نہ آسکی۔ بالآخر حضرت

مولانا شاہ زبید ابو الحسن فاروقی مدظلہ العالی کے تلاش و تفحص کی بدولت یہ مشکل حل ہوئی۔

الحمد للہ کہ اب مندرجہ ذیل نسخوں کے پیش نظر حضرت خواجہ کلام کارل و ثوق و اعتماد کے ساتھ ہدیہ تارمین کرام ہے۔

نسخوں کے لفظی اختلافات ہر صفحہ پر اشعار کے ذیل میں ظاہر کر دیئے ہیں۔

۱۔ نسخہ خطی کتب خانہ حضرت جی مناکو الیاری بختا نریت سنگھ کا بیستہ۔ تاریخ اغتنام

کتابت بستم ذی الحجہ ۱۲۳۰ھ۔

۲۔ نسخہ دوم خطی کتب خانہ حضرت جی گو الیاری یہ نسخہ پہلے نسخہ کے مقابلہ میں کامل اور خوشخطا ہے

۳۔ نسخہ خطی کتب خانہ حضرت شاہ زبید ابو الحسن فاروقی مدظلہ العالی بخط سید

راحت علی امر و ہوی نقشبندی در ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۰ھ۔

۴۔ نسخہ خطی آزاد لائبریری علی گڑھ۔ پارکنگ سیکشن نمبر ۱۲۱/۱۲۱ قی محرمہ ۱۳۱۰ھ۔

یہ نسخہ سابق الذکر تمام قلمی نسخوں سے باعتبار قدامت و صحت مقدم و ممتاز ہے۔ لیکن بے ترتیب ہے۔ اور مثنوی گنج فقہ کے کچھ اور اوراق ضائع ہو گئے ہیں۔

۵۔ زبدۃ المقامات (مؤلفہ مولانا ہاشم کشمی ۱۲۳۰ھ) یہ کتاب حضرت خواجہ کے

حالات زندگی کے خلق ایک مستند دستاویز ہے۔ اس میں حضرت کے بہت سے اشعار

بھی منقول ہیں۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ مختلف کتب خانوں میں کلام باقی کے جو

مجموعے موجود ہیں وہ حقیقتاً حضرت خواجہ ہی کے کلام پر مشتمل ہیں۔

۶۔ طبعہ نسخہ مثنوی حضرت خواجہ باقی مؤلفہ مولوی احمد حسین نقشبندی امر و ہوی

طبع شدہ ۱۳۲۵ھ درمہور پریس حیدرآباد دکن۔

اس نسخہ میں سرف مثنوی گنج فقہ تاریخ تولد خواجہ عبداللہ و خواجہ عبید اللہ اور

ساقی نامہ (ذاتنامہ) طبع ہوا ہے۔

فاکسار حیرت کاظمی

”چوں بہند وستان آمد صحت افتاد مرا با خواجہ خواجگان
 محمد باقی نقشبندی مدنی مشفق نسبت خواجگان کردہ طریقہ مراقبہ
 ذکر و رابطہ و حضور و یادداشت حاصل نمودم“

”وَكَانَ الدَّاعِيَ إِلَيْهَا وَمُرْتَدًّا الطَّالِبِينَ فِي
 بِلْدَانِ هَذَا الشَّيْخِ الْعَارِفِ الْكَامِلِ سَيِّدِ الْأَوْعَظِمِ
 وَنُورِ الْأَتَمِّ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا خَوَاجَه مُحَمَّدِ الْبَاقِي
 قَدِيسِ سَيِّدِ الْأَوْصَفِيِّ وَهُوَ مِنْ مَشَائِخِنَا فِي هَذَا الطَّرِيقِ
 شيخ محمد باقی نقشبندی مدنی

(ماخوذ از رسالہ وصیت و المرکاتیب)

”امروز قائم مقام این حضرات علیہ و نائب مناب اکابر نقشبندہ
 الْوَأَصِلُ إِلَى زَيْمَانَةِ النِّهَايَةِ، الْبَالِغِ إِلَى أَقْصَى دَرَجَاتِ
 الْوِلَايَةِ، قَطْبِ دَائِرَةِ مَدَارِ الْخَائِرِ وَنُورِ كَاشِفِ السُّرُورِ
 أَهْلِ الْحَقَائِقِ، الْفَرْدِ الْكَامِلِ فِي الْمَحَبَّةِ الذَّاتِيَّةِ، الْمُحَقِّقِ
 الْجَامِعِ لِكِمَالَاتِ الْوِلَايَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ، مُسْنَدِ أَهْلِ
 الْإِرْشَادِ وَالْبَيْدَةِ، مُرْتَبِدِ طَرِيقِ دَرَجِ النِّهَايَةِ فِي
 الْبَدَاءَةِ، زُبْنَانَةِ الْعَارِفِينَ، قُدْوَةِ الْمُحَقِّقِينَ ۛ

شرح اوجیف است بالہل جہاں ہجور از عشق باید در نہاں !
 لیک گفتم و صغف اوتارہ برتد پیش آن کز نوت و حشر خوردند
 تَبِيحُنَا وَمَوْلَانَا وَمَلَاذُنَا الشَّيْخُ الرَّجُلُ وَالْعَارِفُ
 الْكَامِلُ مُحَمَّدٌ الْبَاقِي أَبْقَاةَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَسَلَامُهُ۔
 (از مکاشفات غیبیہ صفحہ ۵۹ قلمی)

”شکر این نعمت سبحانی آورد کہ اگر چه بشرت صحبت خیر البشر
 علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات مشرف نشدہ۔ بارے از سعادت
 این صحبت محروم نمائندہ ۛ“
 (از مبدار و معاد صفحہ ۵۹ قلمی)

(۱) مکاشفات غیبیہ اور مبدار و معاد دونوں کتابیں حضرت امام ربانی عجز الفانی
 کی تصنیفات میں سے ہیں۔ (۲) مراد از صحبت پیر یقت حضرت خواجہ ماتی قدس سرہ ۱۲

”خواجہ باقی“ درہند مقتدرائی صوفیاء بودند
 از ارشاد ایشان عالی بہ منزل مقصود رسید“
 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 (منقول از الانتباه فی سلاسل اولیاء اللہ)

خواجہ باقی باللہ دران عہد مقتدرائی زمان بود، صفات فنیاتی
 و کسبی و خوارق ایشان زیادہ ازان است کہ بزبان قلم دادہ شود
 اکثر درانز و اکثر اندہ با مخلوق کم می جو شیدند و اکثر علوم
 عقلی و نقلی بہرہ تمام داشتند۔“

(از تاریخ خانی خان صفحہ ۲۴)

۱) اصل نام محمد ہاشم تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کا ایرانی الاصل
 مشہور مورخ ہے۔ مدنتخب اللباب جو تاریخ خانی خاں کے نام سے
 معروف ہے۔ اسی کی تصنیف ہے۔ اس میں بابر شاہ کے دور حکومت
 محمد شاہ کے عہد تک صحیح حالات لکھنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔
 حیرت کاظمی

مختصر احوال کرامت منوال

تبلد راستان و کعبہ حق پرستان خواجہ خواجگان

قطب جہان مومئد الملت والدين الرضى ابو الوقت

محمد الباقى، معروف بحضرت خواجہ بزرگ باقى بالله

قدس الله سره و رضى عنه و افاض علينا من بركاته

آپ کے احوال شریفہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک پاک دل مرید نے قلم بند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیرو مرشد کا لکھا ہے اس میں اپنا نام رُشدی لایا ہے۔ یہ اس کا تخلص ہے یا نام اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت سے سُنا ہے۔ افسوس کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس کے بعد کتاب برکات الاحمدیۃ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مصنف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جلیل القدر خلفائے میں سے ہیں۔

(۱) چنانچہ کہتا ہے: رُشدی ازال نفس کہ رُخ خود نہفت ستا، ساز طرب شکست لہوائے ترانہ مُرد رُشدی کا لہ تر آفریں اور دہدا انگیز مرثیہ اس مجموعہ شریفہ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ حیرت کاظمی

حضرت کے والد زبیر گوار قاضی عبدالسلام، سمرقند کے رہنے والے، پاک پٹن اور صاحب علم و فضل تھے۔ آہ و بکا و تضرع الی اللہ میں اکثر اوقات رہا کرتے تھے۔ سمرقند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ کی والدہ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۹۶۱ یا ۹۶۲ء میں حضرت کی ولادت باسعادت ہوئی۔ خورد سالی سے آپ پر آثار صلاح و بزرگی ظاہر تھے اور آپ کا میلان بجز بید و تفرید و تبتیل کی طرف تھا اسی زمانہ میں احیانا ایسا بھی ہوا کرتا تھا کہ آپ کسی گوشہ تنہائی میں سارا دن خاموشی میں گزار دیا کرتے تھے۔ جب آپ سن رشد کو پہنچے آپ نے علماء اعلام و علم ظاہر حاصل کیا۔ آپ نے مولانا صادق حلوانی کی شاگردی اختیار کی اور ان کی رفاقت میں کابل سے ماوراء النہر تشریف لے گئے اور تھوڑے عرصہ میں امتیازی شان پیدا کر لی۔ ابھی کچھ کتابیں پڑھنی باقی تھیں کہ جذبات الہیہ کا غلبہ ہوا۔ اور آپ نے راہ سلوک اختیار فرمائی، ایک دن آپ کو ایک فاضل نے دیکھ کر کہا اگر کچھ دن آپ علم حاصل کر لیتے تو بہتر ہوتا، تاکہ آپ کی مولویت پایہ کمال اور اجمال کو پہنچ جاتی۔ آپ نے عرض کیا کہ مولویت سے مراد مشکل متداول کتابوں کا حل کرنا ہے۔ میں بغیر کسی ادعا کے کہتا ہوں کہ جس کتاب کا حل کرنا فضلار کے نزدیک مشکل ہو سکے سامنے پیش کریں انشاء اللہ تسلی بخش طور پر حل کر دوں گا۔ صاحب بدۃ المقامات

(۱) زبدة المقامات میں یہ دو سنہ لکھے ہیں۔ (۲) مولانا صادق حلوانی اپنے زمانہ کے مشہور فاضل اور لغز گو شاعر تھے۔ اکبر بادشاہ کے چھوٹے بھائی مرزا حکیم نے جو اس وقت کابل کا حکمران تھا انھیں کابل میں قیام فرمانے اور سلسلہ درس شروع کرنے کیلئے منعین کیا۔ حضرت خواجه باقی باللہ اسی زمانہ میں مولانا صادق کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوئے اور جیب کابل سے ماوراء النہر تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ بھی آپ کے ہمراہ گئے (ماخوذ از تذکرہ علمائے ہند و روڈ کوثر) حیرت کاظمی

لکھتے ہیں کہ مجھ سے مولانا صادق حلوائی کے شاگردوں میں سے ایک صادق القول ضل نے کہا کہ جب ہم رفیقوں کو پتہ چلا کہ آپ نے علم ظاہر کی تحصیل سے علم باطن حاصل کرنے کی طرف عنان توجہ موڑ دی ہے تو ہم نے آپس میں کہا کہ آپ فطرۃً ایک باہمت جوان ہیں جس کام کی طرف آپ متوجہ ہوں گے یقیناً اس کو انجام تک پہنچائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

علم باطن اور خدا طلبی کا جذبہ عہدِ طفلی سے آپ کے پاک سینہ میں ودیعت ہوا تھا۔ آپ کو جہاں بھی کوئی پاک نفس خدا رسیدہ ملتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی صحبت اور انفاس قدسیہ سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں بلخ و بدخشاں گئے اور پھر ہندوستان شریف لائے اور کشمیر بھی تشریف لے گئے اگر کوئی مجذوب الی القریٰ ملتا تو اس کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے۔ لاہور کے قرب و جوار میں ایک مجذوب رہا کرتا تھا آپ پر ظاہر ہوا کہ وہ خدا رسیدہ ہے۔ آپ اس کے پاس جایا کرتے تھے کبھی وہ آپ کو دیکھ کر دوسری طرف کوٹھراتا تھا اور کبھی آپ کو سب و شتم دیا کرتا تھا اور کبھی پتھروں سے مارتا تھا لیکن آپ نے اس سے منہ نہ موڑا اور برابر اس کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن وہ دیوانہ فرزانہ آپ پر مہربان ہوا، اپنے پاس بلا کر آپ پر نظرِ محبت فرمائی اور آپ کے حق میں دعائیں کیں۔ رُشدی نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک مخلص سے فرمایا اگرچہ اربابِ سلوک کی طرح ریاضاتِ شاقہ اور مجاہدات میں نے نہیں کئے ہیں البتہ انتظار اور قلق کی گھڑیاں بہت جمیلی ہیں۔ زبدۃ المقامات میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری والدہ ماجدہ بہت عجز و نیاز سے بارگاہ بے نیاز میں عرض کیا کرتی تھیں۔ اے پروردگار میرا فرزند تیری طلب میں سب سے الگ ہو چکا ہے۔ اس نے جولائی کی لذتوں سے منہ موڑ لیا ہے تو اس کی مراد پوری کر دے یا پھر مجھ کو زندہ نہ رکھ کیونکہ

اس کے قلق اور رنج دیکھنے کی طاقت مجھ میں نہیں رہی، آپ فرماتے ہیں کہ ان کی دعائے نیم شبی کی وجہ سے مجھ پر اب کشتائش کھلے ہیں۔

آپ جب ہندوستان تشریف لائے اور آپ کے دوستوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں شامل کرادیا جائے۔ لیکن سلطانِ جذبات الہیہ کے سامنے سب کی مساعی رائگاں گئیں۔ آپ کو مملکتِ دین اور متاعِ یقین کی سلطانی ملنی تھی۔ منخرقاتِ دنیویہ سے آپ کو کیا لگاؤ ہوتا۔

آپ نے اپنا ابتدائی حال اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ۔ پہلی مرتبہ توبہ اور بیعت حضرت خواجہ علیہ کے ہاتھ پر کی۔ آپ مولانا لطف اللہ کے خلیفہ تھے اور وہ مولانا خواجگی دہلوی کے چونکہ باطن میں رجوع کرنے کا خیال اور چھوڑنے کا عزم تھا اس لئے استقامت نہ ملی اور دوسری مرتبہ مولانا افتخار شیخ سے بیعت کی جو سمرقند میں قیام پذیر تھے اور خانوادہ خواجہ احمد سیوی میں سے تھے۔ اگرچہ آنجناب کی مرضی نہ تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ ابھی کم جوان ہو لیکن میرے حضرت خواجہ باقی کے مصمم عزم کو دیکھ کر آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا۔ خدا تم کو استقامت دے۔ لیکن ہی ہوا جو کہ ان بزرگوں نے فراموش فرمایا تھا۔ چنانچہ عجیب خرابیاں پیدا ہوئیں اور میرا عزم درہم برہم ہوا۔ اور میں بغیر کسی قصد اور ارادے کے حضرت امیر عبداللہ بلخی مدظلہ کی خدمت میں پہنچا اور تجدید بیعت کا ظہور ہوا۔ مصافحہ کے ساتھ ہی نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی۔ امید ہے کہ اس عطیہ کے برکات یوم القیامت تک باقی رہیں گے۔ القصہ کچھ وقت تک حدود کی نگاہ داشت اور محافظت رکھی۔ لیکن اسم المصلیٰ نے محافظت کے سداوردتد کو توڑ دیا۔

انجام کار ہدایت صمدیت سے خواب میں خواجہ بزرگ حضرت بہار الحق والدین سو بیعت نصیب ہوئی اور اہل اللہ کے طریق کا میلان ظاہر ہوا۔ اور بمصداق الْغَرِيقُ يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِيئَةٍ۔ یعنی ڈوبنے والا ہر تنکے کا سہارا لیتا ہے۔ میں ہر طرف ہاتھ مارتا تھا۔ اسی دوران میں بعض اکابر نے فرمایا کہ وہ ذکر مفید ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ اتصال پہنچے۔ جو طلب اور لگن لگی ہوئی تھی اس نے مجبور کیا کہ انہی حضرت کے ذکر اور مراقبہ کا طریقہ حاصل کیا۔ دو سال تک ان حضرت کے بتائے ہوئے ذکر و مراقبہ و اوراد و سلسلہ پر قائم رہا اور ان کی مداومت کرتا رہا۔ کیونکہ ہم نے سن رکھا تھا کہ جب تک سالک بلندی چہل سال لایزالہ کا میدان قطع نہ کرے اِلَّا اللہ کی منزل تک رسائی نہیں ہوتی۔ اور ہماری سادہ لوحی نے ہم کو اس قانع رکھا کہ ذکر میں زمانے کے گزرنے کو غنیمت سمجھتا رہوں اور انہی طور طریقوں پر عبادت کے قناعت کروں۔ اگرچہ اس دوران میں دوسرے طریقوں سے استفادہ کرنے کے متعلق اشارات غیبیہ بھی ہوئیں لیکن میرا قدم (دوسرے سلسلوں سے استفادہ کرنے کے لئے) پوری طرح اپنی جگہ سے نہیں اٹھتا تھا اور ان بزرگوں اور ان (خواجگان سلسلہ نقشبندیہ) کی زمین کرم میں۔ وَفِيهَا مَا لَشْتَهَيْهِ الْاِنْفُسُ۔ کا بیج بوتا رہا اور یہ خیال کرتا رہا کہ انشاء اللہ آخر کار دست کرم اس بیج کو مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتْ کی نہر سے سیراب کرے گا۔ آخر کار کشمیر پہنچنا ہوا، اور حضرت شیخ بابائے والی کی خدمت میں حاضری ہوئی اور آپ کی نظر عنایت سے بہرہ مند ہوا۔ الحمد للہ المنتکہ وہ مبارک نظریں ریحہ رخ باب قبول ہوئیں۔ چونکہ حضرت شیخ سلسلہ

۱۱، یعنی اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی نفوس کو خواہش ہوتی ہے (۲)، یعنی وہ چیز جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو۔

عالیہ نقشبندیہ کبھی مجاز تھے اور طالب کی حضرت خواجہ کی، استعداد ان بزرگواران کے
 آستان کی طرف متوجہ تھی لہذا فیضان الہیہ اسی خاندان کے جھروکے سے نازل ہوا۔
 اور آپ کی وفات کے بعد حضرات خواجگان کی غیبت معہودہ (نسبت شریفہ) ظاہر ہونی
 شروع ہوئی اور ان بزرگواروں کی ارواح مبارکہ بشارات اور تلقینات دینے لگیں۔
 ان کی توجہات اس نسبت میں توت پیدا ہوئی، دائرہ غیبت میں وسعت ہوئی،
 راستہ روشن ہوا اور فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ ان حضرات کی عنایت
 کی کشش نے مجھ کو مخدومی محتالق پناہی، ارشاد دستگاہی حضرت مولانا خواجگی
 امکانی قدس سرہ العزیز کی قدمست میں پہنچایا اور اپنی خواہش اور رغبت کے بیعت
 اور مصافحہ کر کے حضرات خواجگان کا طریقہ حاصل کیا۔ اور حضرت خواجگی اور ارواح طیّبہ
 حضرت خواجہ نقشبند اور آپ کے خلفاء کی ملازمت طفیل سے اس طریقے کے سالکوں اور
 اس درگاہ کے نیاز مندوں میں سے ہوا۔

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَسْكِينًا وَأَمِتْنِي مَسْكِينًا وَاحْتَشِرْنِي فِي زُمْرَةِ
 الْمَسَاكِينِ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ اتَّبَعِ الْهُدَىٰ ۱

حضرت بابائے والی کی وفات کے بعد ایک واقعہ میں حضرت خواجہ ناصر الدین
 عبید اللہ احرار آپ پر ظاہر ہوئے اور آپ سے فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔
 وہاں فتح باب ہو گا اور اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے اور
 فرمایا۔ اے فرزند، ہم چشم بر راہ ہیں تم ہمارے پاس کب آرہے ہو۔ چنانچہ آپ ہندوستان
 سے ماوراء النہر کی طرف اکلنگ کو روانہ ہوئے۔ لکھا ہے کہ ابھی آپ ایک منزل کے
 فاصلہ پر تھے کہ حضرت اکلنگی بشارت غیبی آپ کے استقبال کو تشریف لائے۔

۱۔ اے میرے پروردگار مجھ کو مسکین کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکین کی حالت میں موت دے۔
 اور میرا حشر مساکین کی جماعت میں کر اور اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

آپنے حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اپنے بعض دوستوں کو ہندوستان
خط لکھا۔ اس میں آپنے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا ہے

من از محیط محبت نشان ہی یمم پیر کہ استخوان عزیزاں بہ اصل افتاد است
آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں محلی مصنیٰ امزگی ہو کر پہنچے تھے۔ چراغ
صاف تھا۔ بتی درست تھی۔ تیل موجود تھا۔ صرف دیا سلائی دکھانے کی ضرورت تھی۔
چنانچہ حضرت خواجگی نے دیا سلائی دکھائی اور وہ چراغ روشن ہو گیا۔ حضرت
خواجگی نے تین مشبانہ روز آپ کو اپنے پاس خلوت میں رکھا اور پھر خلافت مطلقہ
سرفراز فرما کر ہندوستان روانہ ہونے کی ہدایت فرمائی، چنانچہ آپنے ہندوستان جانے کا
قصد فرمایا۔ ان دنوں میں آپنے ایک خط میں یہ شعر تحریر فرمایا ہے

می گزشتم ز غم آسودہ کہ ناگہ لگیں پیر عالم آشوب نگاہے سر را ہم گرفت
آپ ہندوستان پہلی مرتبہ کب تشریف لائے اور یہاں کتنی مدت قیام فرما
اور پھر دوسری مرتبہ کب تشریف لائے۔ اس کا بیان نہیں ملتا۔ اس کو دیکھتے ہوئے
کہ جامع ملفوظات نے لکھا ہے: "واداخر باکہ امر شیخت وارشاد متروک شدہ بود"
۸۹ قلمی لکھا ہے۔ "فوائدے کہ دریں دو سال ازاں حضرت بمستفیدان رسیدہ
در زمان پیش بہ سالہانہ می رسید" ۸۵ قلمی۔ اور صاحب زبده المقامات نے
لکھا ہے: "شاہ عظیم بر علوم مرتبہ ایشان ہمیں بس کہ دو سال بر مسند شیخت بودند
دریں مدت قلیلہ چہ مردم کہ از خوان دولت ایشان روزی مندر دیدند" ۸۹ قلمی
اور اس کو دیکھتے ہوئے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی مہرندی
سنہ ۹۰۰ کو آپکا بیعت ہوئے۔ اور آپ کو محسوس ہوا کہ نجد سے پروردگار کو جو خدمت
یعنی تھی وہ اسی مرد عزیز کی نسبت ہے۔ چنانچہ آپ رقبہ ہند میں تحریر فرماتے ہیں۔
شیخ احمد نام مردے است در ہند کثیر العلماء قوی العمل روزے چند فقیر بالو

نشست و برخواست کردہ عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کرد و یہ آن
می ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا از روشن گردند معلوم ہوتا ہے کہ دوسری مرتبہ
سن ایک ہزار تین یا چار کو ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں قلعہ فیروزی میں
جو کہ اب فیروز شاہ کے کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔

آپ کو عزت اور تفرید سے لگاؤ تھا۔ مشیخت اور صحبت کی خواہش قطعاً نہ تھی۔
زید المقامات میں ہے کہ مریدوں کے احوال کی طرف آپ زید میں سال متوجہ رہے اور جب
امام ربانی مجدد الف ثانی آپ سے بیعت ہوئے۔ وازمین انظار و الطاف ایشان بجمال اکمال
رسیدند آنحضرت خود را از صحبت ارباب ارادت باز کشیدند و یاران را چہ بتعریف و
چہ تکلیف با ایشان حوالہ نمودند۔ یعنی جب آپ کے توجہات سے امام ربانی درجہ کمال کو پہنچ
گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب یاران کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جامع ملفوظات رشیدی نے لکھا
ہے۔ ”از روی شفقیت بتاکید فرمودند کہ چون فرمان و مرضی در ترک مشیخت است
یاران ما را متصدی تربیت خود ندانند و ہر جا خواہند در طلب مقصود پونیدگر چار
نفر کہ درین تکلیف داخل بنودند۔ یعنی آپ نے اپنے رفقا سے شفقیت فرماتے ہوئے
فرمایا کہ اشارات اور الہامات غیبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مجھ کو مشیخت کا کام چھوڑ دینا
چاہیے لہذا یاران طریقت اب مجھ سے کار مشیخت کی توقع نہ رکھیں جہاں جا ہیں
جائیں اور اپنا مقصد حاصل کریں۔ بجز تین چار افراد کے جو اس حکم میں شامل نہ تھے۔“
میر محمد نعمان آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے ان کو بھی ہدایت فرمائی کہ شیخ احمد سے
اب رجوع کرو اور ان کے ارشاد پر عمل کرو۔

آپ کا بدن کمزور تھا۔ اکثر اوقات آپ مریض ہا کرتے تھے۔ پندرہ جمادی الآخرہ
بدھ کے دن آپ کو بخار ہوا۔ یہ کچھ آخری مرض تھا۔ اس مرض میں آپ نے حضرت خواجہ
احمد کو خواب میں دیکھا۔ عنایات بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیرا ہن پرورشید

یعنی آپ نے نوازشیں فرمائیں اور آخر میں حکم دیا کہ کڑا پہن لو۔ یہ بیان کر کے آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا اگر حیات باقی ہے اس پر عمل کروں گا ورنہ کفن بھی کرتا ہے۔

ہفتہ ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۲۰۲ھ حیات دنیوی کا آخری دن تھا۔ آپ بسترِ علالت پر تھے، نقاہت کمزوری زہد بڑھ چکی تھی۔ رفیقِ اعلیٰ سے وصال کا وقت قریب آ گیا تھا۔ یارانِ طریقت میں سے جو بھی اس وقت حاضر ہوتا تھا آپ ایک لحظہ بہ نظرِ محبت اس کو دیکھتے تھے اور کچھ بہ اشارہ چشم یا بہ اعراضِ نظر اس کو رخصت فرماتے تھے۔ آپ کے خلیفہ اجل خواجہ حسام الدین احمد تشریف لائے۔ آپ محبت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگے، آہ دیکھیں نظریں سچی کئے بیٹھے رہے آپ نے ان کے ہاتھ کی انگلیوں میں پنی مبارک انگلیاں ڈالیں۔ غاصی زیر یہی کیفیت رہی اور کچھ اپنا دست مبارک ان کے

سر اور چہرہ پر پھیرا۔ وفات تشریف سے دو تین گھنٹے پہلے آپ نے ذکر اسم ذات بطریق جہر شروع کیا، یہ مبارک نام آپ کے لب پر تھا کہ آپ نے **يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطَهَّرَةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً** کی صدائے شیریں سنی اور بعد شوق جان شیریں جاں آفریں کے سپرد کر کے **ذَاذْ خُلِي فِي عِبَادِي وَإِخْلِي جَنَّتِي** سے مشرف ہوئے کہ گفت کہ آں یا یہ امید مرد ؛ کہ گفت کہ آں دولت جاوید ببرد

آں دشمن خورشید برآمد بر بام ؛ پوشید دو چشم و گفت خورشید ببرد ابھی دن کا کچھ حصہ باقی تھا جو یہ واقعہ عظیمہ و نما ہوا مولانا ہاشم کشمی نے سال وفات بحر حقیقت بود سے نکالا ہے۔ **رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَرَضِيَ عَنْهُ وَحَسْرًا مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أَوْلِيَاءِكَ يَا فَيْقَا**

آپ نے اپنے بعد وراثت میں والدہ ماجدہ اور دو زوجات طیبات اور دو خور و سال

فرزندوں کی ولادت سن ۱۲۰۲ھ کو ہوئی تھی ایک خواجہ عبید اللہ معروف بہ خواجہ کلال متولد اول ماہ ربیع الاول اور دوسرے خواجہ محمد عبداللہ معروف بہ خواجہ خور و متولد ششم

رجب چھوڑے۔ اور میراث میں ازمتاع دنیویہ ایک گھوڑا۔ ایک فرش چند کتابیں اور
ایک پیہ (ملفوظات قلمی ص ۹۶) اس طرح آپ نے عرض فرمایا کہ اِنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ
عَابِرِيْ سَبِيْلِ كِي اعلیٰ مثال قائم کی لیسٹل هَذَا اَفْلِيْعَلِ الْعَامِلُوْنَ بِرَحْمَةِ
اللّٰهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِيْنٍ وَّ اَنْ۔

تصنیفات۔ آپ کے مختصر رسائل میں۔ نماز حقیقی و عبوری اور توحید کے
بیان میں اور تفسیر عود و بسم اللہ و سورہ فاتحہ و سورہ و الشمس و سورہ اخلاص
سورہ فلق و سورہ ناس و آیت ہومہ کا سورہ آیت ایسما تلو لو اذ ترجمہ عامے فنوت
رسالہ ناتمام در سلوک جو رقعات میں ملا ہے اور شرح رباعیات سلسلہ الاحرار اس کے
علاوہ آپ کا منظوم کلام مستہ ہو بہت ہی لطیف و شیرین و آمیز ہے۔ دو مثنویاں ہیں اور
دو تواریخ تولد بر خورداران۔ ایک کافی نامہ اور سلسلہ پیران طریقت اور کچھ رباعیاں اور
فرد۔ آپ کے ایک ایک لفظ سے آپ کے سوز و دروں کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے فرمایا ہے۔

صحرائیں ز سبیل ہند کہ آستیں
آن گلبنم بیابغ تو کز یک نسیم لطفت
تر میکنم بگریہ و افشردہ می روم
نشگفتہ ام ہنوز کہ پڑمردہ می روم

آپ کے شرح رباعیات سلسلہ الاحرار میں توحید و جود کے اسرار بیان فرماتے
ہیں۔ یہ شرح آپ کے شاگردوں میں تحریر فرمائی ہے۔ جامع ملفوظات اس سلسلہ میں لکھا گیا
”بجہت عایت ظاہر شریعت ازین تصنیف خود کہ سخن حیرت و جود در انجا خوب
تدقیقات مبین است ناراضی بودند و میفرمودند از ما این تصنیف خوب واقع نہ شدہ
و میفرمودند کہ محقق شد کہ راستے توحید را ہے است وسیع و راہ توحید نسبت بہ آن
شاہراہ کوچہ تنگی پیش نیست (ص ۹۶ قلمی) یعنی ظاہر شریعت کی رعایت کی وجہ سے
آپ اپنی اس تالیف سے جس میں وحدت و جود کے دقیق مسائل اچھے پیراہ سے بیان
کئے گئے ہیں خوش نہ تھے اور فرماتے تھے کہ تالیف لکھ کر میں نے خوب نہیں کیا ہے۔

اور یہ بھی فرماتے تھے کہ محقق یعنی ثابت ہو گیا ہے کہ اس مسلک توحید کے بعد ایک اور سراخ
شاہ راہ ہے۔ اس شاہ راہ کے مقابل میں توحید وجودی کا راستہ ایک تنگ کوچہ سے زائد
نہیں۔ حضرت امام بانی مجدد الف ثانی نے حضرت خواجہ کی بعض رباعیوں کی شرح
لکھی ہے۔ اس کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں: ”مویا میں عنی است آنچه فضائل پناہی
شیخ عبدالحق کہ از مخلصان حضرتنا خواجہ راست نقل کرد کہ حضرتنا خواجہ قبل ایام رحلت
میفرمودند کہ ما را یقین یقین معلوم شد و استقامت کرد توحید و بود تنگ است شاہ راہ
دیگر است“ یعنی اس بیان کی تائید فضائل پناہی شیخ خواجہ نے ”معدنہ پوری“ جو
ہماری حضرت خواجہ کے مخلصین میں سے ہیں کے قول سے ہوتی ہے کہ حضرتنا خواجہ نے
ایام ارتحال سے پہلے فرمایا کہ مجھ کو پوری طرح یقین ہو گیا ہے کہ توحید وجودی ایک
تنگ کوچہ ہے شاہ راہ اور تے۔

آپ کا نسب کا جامع تلفیظ اور جو احادیث و روایات اس سلسلہ
میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ حضرت امام غزالی کا یہاں تک کہ آپ کے حالات ہیں۔ ان
عاجز کے پاس نہیں۔ البتہ درجہ توحید وجودی اور توحید وجودی حضرتنا محمد حسین
امروہوی حیدرآبادی کے کہنا۔ آپ کے علم و فضل سے سید لکھا ہے اور
پھر صفحہ ۲۱۵ پر آپ کے پیر بزرگوار کا نام لکھا ہے۔ حضرتنا کے والد بزرگوار کا
نام نامی قاضی علیار شاہ صاحبی تھیں۔ ان کے والد بزرگوار کا نام حضرتنا
کو خیال ہو اسے نسبت کی بنا پر جو کہ ان کے والد بزرگوار ہیں ہو گیا۔ اس لئے آپ کے
قریشی کا اضافہ نہ مایا۔ یہ ہے توحید وجودی اور توحید وجودی حضرتنا غلام علی نے
۱۹۱۲ء کو جو اہر غازی لکھی ہے۔ اس میں توحید وجودی کے تفسیر کے ساتھ قریشی الاصل کا بلی
المولانا حضرت بوہاری اندرون جانب وادی توحید وجودی حضرتنا کہ جد مادری حضرت خولجہ
احمد ندوی سندھ یعنی آپ کا تعلق ہے اور وہ اس کا تال ہیں ہوتے ہیں۔ آپ

خلج تھے اور والدہ کی جانب سے حضرت شیخ عمر باغستانی کی اولاد ہیں جو کہ حضرت خواجہ احرار کے
 نام تھے۔ ص ۳۳ قلمی زبدۃ المقامات میں آپ کی والدہ مبارکہ کے سلسلہ میں لکھا ہے۔
 ”مخفی نامید کہ والدہ ماجدہ آنحضرت زودمان سیادت بود۔“ ص ۳۲ قلمی یعنی آپ کی والدہ ماجدہ
 سادات میں تھیں، حضرات القدس کے ترجمہ میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ شیخ عمر باغستانی
 کی اولاد میں سے تھیں اور نانی صاحبہ سادات میں تھیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ معروف
 بخواجه کلاں کا ایک رسالہ مبلغ الرجال ہے اس میں لکھا ہے۔ ”گوید بندہ سرفاکنڈ شرمندہ
 از کردار تباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجہ آفاق سبط آل النبی۔ الخ۔ اس عبارت میں آپ اپنے
 والد ماجد کو آل نبی کا نواسہ لکھا ہے۔ اس عبارت سے زبدۃ المقامات کی عبارت کی تائید
 ہوتی ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات میں تھیں۔ مبلغ الرجال کی عبارت سے بعض افراد
 کو خیال ہو گیا کہ آپ سید ہیں۔ اگر آپ سید ہوتے تو خواجہ کلاں آپ کو آل نبی تحریر
 کرتے۔ آل نبی کے نواسہ کے کیا معنی۔؟

چونکہ آپ کے مزار پر انوار کے متولی صاحبان اپنے کو آپ کی اولاد میں سے
 بتاتے ہیں اور اپنے کو سید کہتے ہیں اس لئے جناب احمد حسین خاں صاحب نے
 حضرات القدس کے ترجمہ میں سید کا اضافہ کر دیا ہے۔

آپ نے خود بھی اپنے نسب کے متعلق ترک لکھا ہے آپ نے خواجہ خورد کی
 تاریخ ولادت میں کہا ہے

گل شکرے بوالعجبے دست داد شکر ہندی و گل ترک زاد

یعنی یہ فرزند ایسا گلقد ہے کہ قند ہندی ہے اور پھول ترکی ہے۔

خلج کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ یہ ترک نسل کی ایک شاخ ہے۔ حضرت

نے بھی گل ترک زاد فرما کر خلج کو ترک قرار دیا ہے۔ سردار فیض محمد خاں زکریا محمد زانی کابلی نے
 اس جہ سے کہا ہے کہ ان کی تحقیق کی رو سے خلج افغان قوم کی شاخ ہے۔ سردار صاحب نے

اس سلسلہ میں ایک مضمون لکھا ہے جو فرانس کے کسی مجلہ میں چھپا ہے۔

۱) خلیجیوں کے نسب کے بارے میں قدیم مورخین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ نظام الدین احمد خشبی (المتوفی ۳۰۳ھ) نے اپنی کتاب طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ یہ لوگ جنگیز خاں کے داماد قاج خان کی نسل سے ہیں۔ اس نسبت کا لاجی کہلاتے تھے۔ الف کثرت استعمال سے گر گیا اور ق۔خ سے بدل گیا۔ اس طرح قاجی، خلیجی ہو گیا۔

(طبقات اکبری ص ۱۱۱) صاحب طبقات اکبری کے اس بیان کی توثیق ان تاریخی حقائق سے بھی ہوتی ہے کہ جلال الدین خلیجی اور علاء الدین خلیجی جو ہندوستان میں خلیجیوں کی حکومت کے بانی تھے۔ نسل جنگیزی سے قریبی تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ الغو خان جنگیز خاں کا نواسہ، جلال الدین خلیجی کا حقیقی داماد تھا اور یہ چار ہزار مردوں اور عورتوں کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو کر ہندوستان میں سکونت پذیر ہو گیا تھا علاء الدین خلیجی کے بیٹوں کے نام بھی خضر خاں۔ شادی خان اور مبارک خان تھے، جس سے خلیجیوں کا باعتبار نسب جنگیزی ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم صاحب طبقات نے سلجوق نامہ کے حوالہ سے ایک اور روایت بھی نقل کی ہے جس کی بنیاد پر خلیجی، ترک قرار پاتے ہیں۔

فخر ماہر۔ ابن حوقل صاحب حدود العالم اور بارتولڈ (BARTOLED) وغیرہ کی رائے بھی یہی ہے کہ خلیجی اصلاً ترک تھے اور افغانستان کے ایک علاقہ میں جو ”خلج“ کے نام سے موسوم تھا، آباد تھے۔

مؤلف حضرات القدس اور صاحب جوہر علویہ کے بیان کے مطابق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو خلج یا خلیجی مانا جائے تو مذکورہ بالا دوسری روایت حضرت ترک نژاد ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور یہی حقیقت حضرت زید صاحب نے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی کے نسب کے متعلق ظاہر فرمائی ہے۔ ہجرت کاظمی

حضرت کا مزار پر انوار دہلی (شاہجہاں آباد) کی تفصیل (اب صرف نقشوں میں اس کا وجود ہے) کے باہر جہتِ غرب لاکھ پوری دروازہ سے تقریباً چار فرلانگ قدر سے مائل بہ جنوب قطب ڈیڑھ واقع ہے جو کہ شمالاً جنوباً ہے قطب ڈیڑھ سے عیدگاہ کو عسراً ایک سٹہ گیا ہے۔ اس کا نام عیدگاہ روڈ ہے۔ جہاں سے عیدگاہ روڈ نکلی ہے اس سے یہ مقام اتصال کے جنوبی کونہ پر قبرستان واقع ہے۔ یہ پٹی بھی کا قبرستان ہے۔ آپے ہاں آرام فرماتے ہیں۔ مزار پر انوار کی چار دیواری کی شمالی جہت میں آپ کی والدہ ماجدہ کی قبر ہے۔ مزار شریف کے جہت شمال مسجد شریف کا محکمہ ہے۔ آپ کے جواہر ہزار ہا بندگانِ خداست کی نیند (نور کنوزم العرش ورس) سوسے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم جمعین۔

اس عاجز کے جد امجد حضرت شاہ محمد محمد قدس سرہ نے آپ کے وصال کی تاریخ اس طرح پرکھی ہے۔

مصدرِ نبیض خواجہ باقی	قبلہ دین و کعبہ ارشاد
داشت خلوت در انجمن دائم	با خدا و ترما موسمی آزاد
چوں برفتہ ز عالم و مانی	گشت از رفتہ نشی جہاں بر باد
صد ہزاراں بہ ہر زمان ہر دم	رحمت حق بہ روح پالشی باد
سال و عملش عمر چشتاں گفتمہ	
بجنت عدن را بگرد آباد	

۱۲ م ۱۰

كُلُّ مَنْ عَلِمَهُ فَايُنُّ يَوْمَئِذٍ رِيَاءًا يَدُورُ الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -
 وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ كَلِمًا نَسِيَةً نَاسِيَةً وَصَلَّى إِلَهُ وَصَحْبَهُ أَجْمَعِينَ ه

زید ابوالحسن فاروقی

جمعہ ۸ شوال ۱۳۸۵ھ

بازارِ مہرنگہ، مہرنگہ، شاہ ابوالخیر چیلی قبر، دہلی

۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء

رباعی

قطبی که ز رازش انفسی آفاتی است
 نیم نظرش هزار دل را ساقی است
 ہاشم ز مدحش چه بگویم این بس
 کاں جملہ چونام خویش با حق باقی است

(از خواجہ ہاشم کشمی مصنف نبدۃ المقالات)

رُبَاعِي

”باقی“ کہ ازو مُردہ بصدِ جان برسد
 مُفلس ز درش بگنجِ پنهان برسد
 نقاشِ ازل بکارِ خستہ آوردش
 کابینِ خانہ بزیبِ نقشبندان برسد

(از صاحبِ زبدهِ المقامات)

این سلسله از طلالی ناب است
 دین خسانہ تمام آفتاب است

در بیان احوالِ بدایتِ نہایت

حضرتِ خواجہ قدسِ بسترہ تا ایامِ سکونتِ ایشان
 بفرود آبارِ دہلی و توجہ بارشاد و ہدایتِ طالبانِ معنوی

(از زبدۃ المقامات)

رُباعی

برخامه بنازم که اشارات نوشت
 زاغازو توسط و نہایات نوشت
 بنوشت کتاب را و تاریخ کتاب
 بر دل ^{دوم} ہوزبده المقامات نوشت

۳۷ ۱۰ ص (مصنف نے بقہ المقامات)

والد بزرگوار حضرت خواجہ ماجا قاضی عبدالسلام است کہ از ارباب
 فضلی و صفا بود و از نرمی دل ہمواره مصداق فلیکو کثیرا۔ ولادت
 حضرت خواجہ ماجا قاضی سرحد در بلدہ کابل بظہور پیوستہ فی حدود سنہ
 احدی و اثنی و سبعین و تسعمائة۔ در روزگار صبی سیما ی بزرگی از جہت
 اطوار ایشان پیدا بود و جمالِ آئنا بہت ارجمند و تفرید بلند از آئینہ کار و بار
 ایشان ہوید گاہ در ان ایام روزی تمام در گوشہ مخزیہ سربگر بیان خموشی
 میکشیدہ اند۔ در تحصیل علوم زہمی شاگردی مجمع علوم و دانائی مولانا صادق
 علوانی کہ از علمائی اعلام آن ایام بود، اختیار نموده برفاقت مولانا از
 کابل بہ ماوراء النہر شدہ امدد بانکہ روزگار از سموفطرت بدرس آن
 علامہ ایشان را بن الاقران امتیازی پیدا آردہ و از فضائل بہرہ
 تمام روزی گشتہ۔ اگرچہ از تحصیل علوم صوری بقیہ ماندہ بود کہ بسبب
 این راہ در آمدہ اند..... لیکن از زکامی فطرت و صفائی نسبت
 دانش ایشان پایہ بلند داشتہ چنانکہ کی از صافی دلان صادق القول
 گفت روزی خادمان حضرت خواجہ در بدایت ترک تحصیل علوم رسمیه
 و آغاز ہجوم جذبات الہیہ بہ محفل یکے از افاضل در آمدند تقریبی را
 آن فاضل گفت اگر خدمت خواجہ روزی چند دیگر بر سر مطالعہ علوم
 بودندی تا مولویت ایشان بکمال و اکمال رسیدی، چہ زیبا بودی۔
 حضرت خواجہ فرمودند مراد از کمال مولویت، آنست کہ کتب متداولہ
 مشککہ را چنانکہ حق آن باشند توان مطالعہ و افادہ نمود بلا دعوی گفتہ
 می آید کہ ہر کتابی کہ حل آن حدید البصر دانند در میان آرند۔ امید کہ
 تشفی تمام حاصل آید۔ فاضلی از تلامذہ مولانا صادق باین فقیہ گفت

چون سبب ما آشنایان رسید که خواجہ از تحصیل علوم بدروشی رغبت
 نموده اند، با ہم می گفتیم که ما ازین جوان فطرتی و مہمتی دیدہ ایم کہ نتواند
 بود کہ اولکاری قدم نہند و آنرا با انجام نہ رسانند. آخر چنان شد کہ
 گمان برودہ بودیم. بالجلہ حضرت خواجہ را ہم در اوقات تحصیل علوم
 کہ روزگار بہ نانی بود و جوش مناسبت این راہ گاہ بہ صحبت باریان معکان
 محفل لی مع اللہ میرسانید تا آنکہ در بلا و ما در ارال نہر کہ معدن این طائفہ
 عزیز الوجود است بسیاری از کبار مشائخ آن عہد را در یافتہ نزد
 بعضی بعروس توبہ دانابت نیز ہم آغوش گردیدند کما سچنی بیانہ منقولاً عن
 کلامہ الشریف ہمدران وقت و زمان گذر ایشان بہند وستان افتاد
 بعض اقران ایشان را کہ دران دیار اصحاب جاہ بودند خیر خواہی صوری
 بران داشت کہ ایشان نیز در زمرہ اباب عسکر بودہ از امتعہ دنیاویہ
 تو تگر باشند اما از آنجا کہ روزی ایشان دولت دین و تو تگری متلع
 یقین بود سچی آنان بجائی نرسید. سلطان جذبات الہیہ در کنف خلعت
 خویش بگرفت تا بہر و بجائے کہ برود. چون جلوہ تقدیر ہمی خواست کہ
 نخست تعلقات کثیرہ ایشان را بیک تعلق باز آورد و از قطرہ آن یک
 تعلق مجاز بیا م حقیقت بر آورد و نخست دل نازمین ایشان را بکی
 از دل بران صوری گرفتاری فرا پیش آورد پس از روزی چند میان
 ایشان و آن محبوب دوری ضروری بوقوع پیوست. وقت
 کان حال بجز رائہ این دام نبود. در ہم مقارن آن اوقات لاکمفار
 بعض کتب ارباب محبت و معرفت بنظر ایشان درآمد بتائید آن بشکر الہی شوق
 حصول احوال این طائفہ گریبان دل ایشان بگرفت. درویشی باین

دلریش گفت از زبان دُر نشان ایشان که فرمودند بر سر مطالعه کتابی از کتب اکابر بودیم که بر ما تحلی نمودند و ما را از ما بر بودند کششهای روحانی منت مبر که حضرت خواجہ بزرگ بہاء الحق والملة والدين قدس سرہ بہ تلقین ذکر واقعا و جذبات بواخت آستین ہمت بر ہمہ افشاندہ تشمیر و امن طلب نموده بہگی در سراغ ارباب این معنی در آمدند۔ دروشی از مصاحبان ایشان کہ از حاضران وقت بود، گفت چندان از فرط طلب این راہ در جستجوی سالکان و مجذوبان تکاپو فرمودند کہ زیادہ بران از قوت بشری متصور نباشد۔ در بلدہ لاہور در آیام برشکال کہ از غلبہ لای و گل طی کوہ چہ از آن بس مشکل می بود با ہمہ نازکی تن چندین گذر با و کوی ہا و خرابہا و گورستانہا و بیابانہا و سربستانہا را بقصد صاحبان قطع می فرمودند۔ ناقل گفت من نیز روزی بر عایت آشنائی ہا خواستم در آن سیر و تردد رفیق ایشان باشتم۔ ہر چند بمنع کوشیدند باز نہاندم چون کوہ چہ چند در مقام ایشان پیوودہ آواز بسیاری کل و لائی مرا ماندگی و درد پائی در گرفت۔ حیا و ادب را با برائی عرض نہا شتم۔ ایشان بر این معنی آگاہ گردیدہ مرا باز گردانیدند پس دانستم کہ ایشان بقوت پائی دیگر درین پوشش اندم قطع این راہ بجز پائی جنون نتوان کرد۔ دیگری از آشنایان ایشان گفت در آن اوقات در حوالی یکی از بوستانہا و گورستانہای بلدہ مذکور بخدونی بود خداوند احوال شگرف، حضرت خواجہ از کار او آگاہی یافتہ ہموارہ، پیرامون او می شندند و او ہر گاہ حضرت خواجہ را دیدی جز بر شتام نہ پرداختی و گاہ پودی کہ بر ایشان سنگہا بینداختی و گاہ از ایشان کران نمودہ

جائی دیگر شتافتی اما آنحضرت از رسوخ طلب با این ہمہ منتفرو تحش
از دے روئے برنتا لکن دے ع

سنگھا دید و دل از شید شئی روی نتافت

وتار و زی عرق ہر بانی آن دیوانہ بحقیقت فرزانہ در اہتر از آمد
ایشانرا نزد خویش بخاند و منظر ہا و دعا ہا و حصول مراد ایشان بظہور
رسانیدہ و از نظر و دعائی او ایشانرا فوائد بسیار و عجیب نصیب
روزگار آمد، بدین تقریب بر زبان مبارک رانده اند اگر چه بار بار
شاید چنانکہ بعضی اہل اللہ کشیدہ، نکشیدہ ایم لیکن انتظار ہا
و قلق ہائی عظیم دیدہ ایم کہ ریاضتہائی و سختہائی شگرف را
متصنن بود و نیز فرمودند در ان ایام حضرت والدہ ماجدہ چون
کثرت بیقراری و بیداری و غلبہ ناتوانی و نزاری ما را میدیدند بغایت
شکستہ دل و آزرده خاطر کہ دیدہ روی عجز و نیاز بدرگاہ بی نیاز
آوردہ بگریہ و ناله تمام می گفتند "خداوند ما را در فرزند ما کہ در طلب
تو از ہمہ بگستہ و از لذات جوانی دست شستہ، بر آوردہ گردان یا
عرا ز ندہ مگذار کہ طاقت مشاہدہ این ناکامی و بی آرامی او ندارم۔"
و بسا بودی کہ در میان شبہا و سحر ہا مناجاتی چنین بحضرت بر آزرده
عاجات ہمی آیدند، ان دعا و التماس ایشان مرا کشایشہا روزی
کہ دید جزا ہا اللہ عنانیر الجزا، محفی نہاند کہ والدہ ماجدہ آنحضرت از دودمان
سیادت بود و از قانتات شمار و ہموارہ بدیں درگاہ تمام نیاز و شکستگی و
التجار و ہمیشہ مشغوف خدمت و تفقد فقر بعضی از ثقات اصحاب
خواجه ما قدس سرہ نقل کردند کہ با وجود تعدد کنیزان خدمات روشن

آستان ایشان را والدہ آنحضرت خود می کردند تا بجای که ہم خود نان
تنوری بستند و بر می گرفتند و دیگر بر می گذاشتند و فرو می آوردند
و بسیار بوده که طعام را بتمام تقسیم فرموده خود ببقیه از نان خشک
قناعت می نمودند و اکثر بر حصیر پاره اضطجاع می فرمودند۔

روزی حضرت خواجہ قدس سرہ۔ بملاحظہ ضعف و ناتوانی ایشان

فرموده باشند کہ متکفل امریخ دیگر می گردوان آن ام الفقرا ازین
معنی چند گاہ بگریه و زاری در آمدہ می فرمودہ اند۔ ندانم از من کد
جریمہ بوجہ درآمد کہ حق سبحانہ و تعالیٰ مرا ازین خدمت محروم گردانید
زیرا کہ کاری کہ ازین فقیرہ می آمد این بود کہ برای حضرت ایشان
و خادمان ایشان طعامی می نخت، آنرا ہم از من باز گرفتند و از
غایت انکسار و رعایت ادب با ظہار این معنی ہم نیا مند تا آنکہ این

اضطراب ایشان بحضرت خواجہ قدس سرہ رسید۔ ایشان آن امر
را بچنان کہ بود بان ولیہ زمان باز گذشتند رحمہما اللہ تعالیٰ بالجملہ
حضرت خواجہ مادہ جستجوی سالکان و مجذوبان سعی بالظہور رسانید
و لیا پاک۔ دلان را در بلاد یافتہ بہرہا گرفتند۔ در سیاحت بہجت
یکی از عظام مشائخ سلسلہ سیدہ خواستہ اند کہ اخذ طریقت و می
نمایند تفصیل سلوک فرمایند استخارہ نموده اند۔ حضرت خواجہ
محمد پارسا قدس سرہ العزیز بظاہر شدہ فرمودہ اند حاصل سلوک
بتفصیل آنست کہ ہندیب اخلاق حاصل گرد و چون این دولت
متیسر آمدہ بتفصیل سلوک نمودن تحصیل حاصل است۔ و آنحضرت
قدس سرہ خود از بدایت حال خویش چنین بزرگداشتہ اند کہ ابتدا می

توبه از ماضی در ملازمت خدمت خواجه عبید کرده شد لیکن خیال
 جوع و عزم ترک در باطن بود. التماس فاتحه در ظاهر. ایشان از
 خلفای مولانا لطف التریب و ندو مولانا لطف التری خلیفه مولانا خوابی
 و عبیدی علیه الرحمۃ. چوں توفیق استقامت نیافت بار دیگر توبه در
 ملازمت بندگان افتخار شیخ که در سمرقند تشریف داشتند و از کبار
 خانوادہ حضرت خواجه احمد سیوی بودند کرده شد. اگر چه جناب ایشان رفا
 نداشتند و میفرمودند که شما جوان آید لیکن چون عزیمت فقیر مصمم
 بود بضرورت فاتحه خوانند و فرمودند خدا استقامت بدید موافق
 تفرس آن بزرگواران عزیمت بر ہم خورد و خرابی عجیب روی داد.
 بار دیگر بے صنع و اختیار فقیه و بیدگی حضرت امیر عبداللہ بلخی مد ظلہ تجدد
 توبه بظہور رسید. مقرون بمصافحه آن نعمتی بود غیر مترقب. امید که
 برکات آن مواهب الی یوم القیام بماند. الفصہ چند گاہ دیگر در
 مقام نگاہداشت حدیث بود یا از تاثیر اسم المفضل آن ستر را شکست
 عاقبت بهدایت نهدیت در خواب بشرف ملازمت خواجه بزرگ
 خواجه بہار الحق والدین صورت توبه منعقد شد و میل طریقہ اہل اللہ بظہور رسید بحکم
 الغریق بتعلق بکل حشیش بہر طرف دستی می انداخت عاقبت بعضی از
 محاویم فرمودند ذکری کہ معتنعن یا حضرت رسالت میرسد نتیجہ منداست.
 تعطش بران داشت کہ از بہان عزیز طریق ذکر و مراقبہ اخذ کرده شود مدتی
 دو سال بر آن ذکر و مراقبہ و اوراد سلسلہ آن عزیز مداومت نموده شد،
 شنیدہ شدہ بود تا سالک مدتی قریب پچہل سال میدان لالا قطع نکند
 بمنزل اللہ خواهد رسید، سادہ لوحیہا بران میداشت کہ مرور زمان

را در ذکر غنیمت شمار و در بهمان صورت عبادت قناعت نماید. هر چند
 درین میان اشارات غیبیه و سلوک طریقه و غیر ظهور میگرد، قدم استوار
 را از جابری نمی داشت و در زمین کرم بزرگواران این طبقه تخم و فیها ما کشتیم
 الا نفس می کاشت انشاء الله العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از
 جویبار مالایین رایت و لا اذن سمعت سیراب گرداند بالاخر بکشمیر رسیده
 شد و بملازمت حضرت شیخ بابائے والی قدس اللہ سرہ العالی اتفاق
 افتاد و از برکات نظرش بهره مند شده الحمد للہ و المنة که آن نظرات
 نیز شیخ باب قبول آمد چون حضرت شیخ از سلسله علیہ و نقشبندیه نیز
 مجاز بوزند و استعدا و طالب متوجه آستان آن بزرگوار نفحات
 ربانیہ از دریچہ بہمان خالوادہ اقبال فرمودند بعد از انتقال آنحضرت
 بدار القرا عینیت معہودہ حضرات خواجہ با جلوہ گر شد و ارواح طیبات
 ایشان در مبشرات نمودن گرفتند و تلقینات فرمودند و بہین توجہ
 ایشان آن نسبت را قوتی پیدا شد و دائرہ عینیت و سعی پیدا کرده
 و راه روشن شدہ فی الجملہ جمعیتی دست داد تا آنکہ بجنب عنایت ایشان
 بخدمت مخدومی حقائق پناہی ارشاد دستگاہی حضرت مولانا حوالی
 اکتلی قدس اللہ سرہ العزیز رسیدہ شد و بطوع و رغبت خود سعوت
 و مصفاہ بدست آورده طریقه خواجگان اخذ کرده شد و بطہیل ملازمت
 آنحضرت و ارواح طیبه خواجہ نقشبند و خلفای ایشان در سلک قاد
 گان این راه و نیاز مندان این درگاہ در آمدہ شد اللهم صنی مسکینا و
 امننی مسکینا و احشہ فی فی زمرة المساکین و السلام علی من اتبع الهدی
 انتہی کلامہ الشریف۔

از فحوائی این نیکو در افشان در بیان بدایت احوال ایشان که ما
باندگی از ان لب کشوریم و کذلک از مضمون ابیات شریفه ایشان

شنیدیم کاشف رازِ نهانی ابو القاسم چراغِ گزگانی
که بودی وردِ جانِ نا اوبیش که باشد شربی از جامِ اوبیش
کیم من کین هوس گیرِ دو ماغم بیاید نور این سوزِ چراغِ غم
زبانم زین تلفظِ گرچه بند است سر من سجده است عبیر این کند است

چنان مستفاد گردیده که شهرت خواجہ ما اویسی بودند در تربیت

از روحانیت حضرت رسالت نعلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت خواجہ

بزرگ بہار الحق والدین و خلفای ایشان رضی اللہ عنہم یافته و

بنظرات عنایات آن بزرگواران کار را با انجام رسانیده، بعد از

حصول کمال چون از پیر ظاہر نیز چارہ نیست بیاورار النہر رفتہ از

خدمت مولانا خواجگی مجاز گشته اند یکی از صاحبان صادق القول کہ

آن وقت حاضر بوده باین حقیر گفت روزی پیش از آنکہ حضرت خواجہ

از ہندوستان بہ ماوراء النہر شوند، در لاہور مسجد برای ادائی

نماز فرض از در الفی خمسہ درآمدند در اثنای نماز ناگاہ از سنیہ

بے کینہ ایشان آوازی ہمیب ظاہر شد چنانکہ اہل صفِ نماز را از

آن حیرتہاروی داد بعد از ادائی تسلیمتین حضرت خواجہ بہ تعجیل

ہرچہ تمام تر از مسجد بیرون رفتند از ان پس دو تہ تن از نزدیکان

را فراہم آورده در منزل خود ادائی جامعہ می فرمودند و ایضاً ہان

عزیز حکایت کرد کہ من نیز از ان مقتدیان مخصوص آن مقتدای انا

بودم روزی در میان نماز دیدم کہ حضرت خواجہ را روی بسوی

قبیلہ است و بسوی ما و بر ما نیز می نگردند از مشاہدہ این حالت بر من
 رعبت افتاد و تا بہ لرزش و پیش تمام نماز را بہ آخر رسانیدم و آنچه
 دیدہ بودم معروض و اتم تبسم نمودند و از افشائی آن مرا منع فرمودند
 را تم این حروف عفی اللہ عنہ گوید این دو معاملہ مذکورہ و وشاہد عدل
 اند بحال مناسبت و تبعیت ایشان بحضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
 و اصحابہ وسلم، چه ازان حضرت علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ مروست کہ در نماز
 جوش سنہ انورش تا بمیلی رفتی و نیز از خصالیہ آن حضرت است کہ ہوا
 از قفا چنان می دیدہ اند کہ از پیش، لیکن حضرت سید الانبیاء را ہم
 وقتاً و فوراً این معنی حاصل بودہ و این بزرگ امت اورا از غایت اتباع
 آن سرور اگر در نماز کہ معراج مومن است وقتی از اوقات این دولت
 روی دادہ محال نبود کہ بزرگان گفتہ اند تابع کامل را از ہمہ چیز
 متبوع پر توئی و نصیبی است۔

با وجود حصول این حالات و کمالات در جویع طلاب باستان
 ایشان حضرت خواجہ از یمن بہت عالی و تفرید والا بر سر مشیخت
 و تعلیم طریقت نیامدند و بسیرا و رار النہر و بلخ و بدخشان شدند تا
 عزیزان را کہ ازین سلسلہ بزرگ و دیگر سلاسل دران دیار
 برستد ارشاد و اکمال بودند دریافتہ از فوائد زائد مستفیض
 گردیدہ تصحیح احوال حاصل فرمایند۔ دران سیر بصحبت مولانا شیر
 غانی قدس سرہ نیز رسیدہ، برخی از احوالات ہامہ را بسبع ایشان
 رسانیدہ از مولانا تحسینہا دیدہ اند چنانکہ در بیان مولانا تفصیل
 آن بکتاب نسوات القدس ذکر خواهد یافت و از انجا متوجہ سمرقند

شدند و از راه بسوی بعضی دوستان بهندوستان مکتوبی بزرگ گشته اند
 که آن در مکتوبات شریفه ایشان مسطور است و اوّلش این بیت است
 من از محیط محبت نشان همی دیدم
 که استخوان عزیزان بسا اصل افتاد است

در اثنای آنکه متوجه بلدی از بلاد ماوراءالنهر بوده اند حضرت مولائی
 اعظم خواجگی اکنکی در واقعہ برایشان ظاہر شده اند فرموده امی
 فرزند چشم ما بر راه شماست؛ حضرت خواجہ را وقت بغایت خوش
 گشته و این بیت خود را آنجا فرمودند یا آنجا بر زبان راندند

می گذشتم ز غم آسوده که ناگه ز کین
 عالم آشوب نگاہی سیر را هم بگرفت

چہ حضرت مولانا کی متبرک بزرگواری در آن وقت دیار از کبار مشائخ
 این سلسلہ علیہ نقشبندیہ بوده اند و بر طریقہ خاعدہ خواجہ بزرگ
 چون کوه مستقیم و نسبت ایشان به دو واسطہ بکسرت خواجہ احراری
 رسید چه ارادت ایشان بوالد ماجد ایشان مولانا درویش محمد اکنکی
 بوده و ایشان را ارادت نجال ذوالاحوال خود مولانا محمد راہد

و خسواری و ایشان را بکسرت قطب الاخیار خواجہ احرار رحمہم اللہ
 و چون امید است کہ عنقریب احوال این اکابر و خلفای آنها در کتاب نسبات
 القدس "بوں اللہ تعالیٰ بہ تفصیل مرقوم گردد اینجا بہمین مقدار اکتفا نموده آمد
 بالجملہ چون حضرت خواجہ ماقدسی سرہ بخدمت مولانا کی مذکور رسیدہ اند نہایت
 عنایات و رعایات فرمودند و حضرت مولانا بعد از استماع احوال بلند ایشان شبانہ
 روزی بہ ہزار بار دعوت ہا ایشان محبت داشتہ اند و بعضی زوائد اطلاع داد

فرمودند کہ کار شما بنیابت اللہ سبحانہ و بہ تربیت روحانیت اکابر این
سلسلہ علیہ بانجام رسیدہ، شمارا باید باز پھنسدوستان روید کہ این
سلسلہ علیہ را آنجا از شمار ولقی تمام پایدار آید و مستفیدان عالی مقدار
آنجا از زمین تربیت شمار وی کار آیند۔ خواجہ ماہر چند از راہ انکسار و
دید قصور احوال عند ہا در میان نہادہ اند حضرت مولانا از الحاح بازماندہ
اند و راہ استخارہ نیز موافق فرمودہ مولانا کشودہ عزیز می از اقربائی
حضرت مولانا کہ از حاضران آنوقت بودہ گفت: چہن بعض یاران قدیم
الخدمت صاحب النسبت حضرت مولانا شنودند کہ حضرت مولانا خواجہ
راورین چند روزہ محبت خلافت و اجازت کاملہ دادہ رخصت کشور
ہندوستان فرمودند از غیرت بشوریدند و چون خبر بشوریش آنان
بحضرت مولانا رسید، فرمودند کہ یاران ندانستہ اند کہ کار این
جوان را تمام کردہ نزد ما فرستادند جز این نہ بود کہ نزد ما تصحیح حوالہ
خود نمود فلان جرم ہر کہ چنان آید چہن رود پس حضرت خواجہ مازلال
آسا بطالع لب تشنگان بیابان ہندوستان متوجہ آن کشادہ ہوشان
گردیدند زمانہ زبان حال مضمون این مقال را مترجم گشت س
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زمین قند پارکی کہ بہ نکالہ بیرون
چون بہ ہند رسیدند ساسے در بلدہ لاہور بہمانند و بسا علم و فضلے
آن بلدہ شیفہ محبت ایشان شدند لیکن از آنجا کہ شہر دہلی بقعہ
ایست دارالاولیاء و بیت الفقرا آنجا آمدہ در قلعہ فیروزی کہ سر
منزلے است بغایت دلکش و مشرف بر دریا در مشتمل بر مسجدی در
نہایت عظمت و برکتہ و عمارت سکونت اختیار نمودند تا زمان تکمل

ازین دار پر ملال بجائے دیگر انتقال فرمودند فصل دوم در بیان مجملات
احوال شریفہ آنحضرت از نشوع و افتقار و تصرفات و افاضات و تحمل
و تفرید و قبل و غیرہ من الصفات الملکیہ و الاطوار المرصیہ با بیان
قضیہ انتقال ایشان ازین دار پر ملال شیوہ مرضیہ حضرت خواجہ
ما قس سرہ ہنگی ستر احوال و اخفا و خمول و انزوا بود و از غایت انکسار
ہمیشہ دید تصور احوال و متہم داشتن نیت نصب عین ایشان و جز
برائے استمالت زائد و جواب سائل آنہم بقدر ضرورت تکلم کم می
فرمودند مگر آنکہ مسئلہ از مسائل غامضہ این طالب شریفہ کسے معروض شد
انگاہ ناچار در تنقیح آن چنانکہ طالب را تشفی تمام حاصل آید سخن میگردند
آنہم از وفور شفقت بود کہ مبادا آنرا کج فہمیدہ کج رود با ہمہ حزن با آئینگان
در کمال بشاشت تلقی میفرمودند و در انجام حاجات مباحہ مسلمین خود را
از ہر وجہ معاف نمیداشتند در تعظیم سادات و علماء مبالغہ می نمودند
و در جزوی و کلی عملیات بفقہای متورع رجوع میفرمودند چون طالبی
باستان ایشان میرسد از غایت انکسار خود را دور ازین کار عظیم و
نمودہ عذرہا میفرمودند اگر آن آئینہ صادق می بود و از جوان نوال ایشان
روزہ بگذشتند از انکسار ایشان بیشتر ببلد منزلت و کار ایشان پے می بردند
خود را بخدمت آن آستان می سپردند و بزبان حال میگفت مولفہ۔

ازین درنداریم روی گذر اگر چہ از دو عالم گذر کردہ ایم
بیان نکہای این میگسار حوالہ بریش جگر کردہ ایم
چون آنحضرت رسوخ طلب آن طالب میدیدند در آغوش عنایت
و کنت تزییش میکشیدند گویند جوان خراسانی مدتها مجاور منرا فیاض

الانوار خواجہ قطب الدین بختیاراوشی قدس اللہ سرہ بود و از رو عانیہ حضرت
 خواجہ طلب پیر ستملی می نمود کہ در قید حیات اینجہا نے باشد بعد از رسیدن حضرت
 خواجہ مابدلی آن جوان را در واقعہ نمودند کہ بزرگے از طریقہ نقشبندیہ
 اکنون بشہر رسیدہ خدمت اورال لازم گیر حسب الامر بخدمت ایشان رسیدہ
 واقعہ معروض داشتہ التماس قبول نمود، فرمودند این مسکین خود را شایان
 آن نمی بیند و نگیرے خواهد بود چون از وفور انکسار عذر بسیار فرمودند آن
 برنازادیہ خود بازگشت شب دیگر ویرا گفتند آن بزرگ ہمانست کہ وی
 بخدمتش رسیدی و انکسار او دیدی فرداش آن جوان چنان آمد کہ دیگر
 بازگشت و بجز قبول رسید و دید آنچه دید و بسا بودی کہ آنحضرت از غایت
 انکسار بعضی طلبہ صادق العقیدہ ذوالاحوال صاحب محبت و خدمت خود را
 نیز میفرمودند کہ این بجاصل شایان آنچه گمان برده اید نیست بجاہای دیگر
 تردد نماید و اگر راہنمای بیابید پس این فقیر را نیز اعلام فرمائید تا ما نیز
 بخدمت او شتایم، باحد کہ زخم خود را مرہمی یا بیم این فقیر از زبان
 شریف خواجہ حسام الدین احمد سلمہ اللہ علی رؤس المحبین شنودم کہ
 فرمود مرا نیز آنحضرت بخدمت تمام چنین فرمودند چون الحاج ایشان
 بسیار شد توقف را در از ادب دانستہ متوجہ اگرہ شدم بعد
 از رسیدن بان شہر حیران و سرا سیمہ بودم کہ چہ چارہ سازم
 و با خود میگفتم باستان ایشان رفتہ معروض دارم کہ امثال عز
 نمودم چنان کہ میفرمودند نیا فتم درین مین بر اہی میگذ شتم
 کہ از سر اسے سرودی دلربای بگوش ہوش رسید چون نیک استماع
 بنمودم قوالان را این بیت شیخ سعید سعدی شیرازی رحمہ اللہ بر زبان

بودے

تو خوابے آستین افشان و خوابی امن اندکس گس ہرگز نخواہد رفت از وکانِ حلوائی
 سماع این بیت و امان بر انگریم ز و سراز پانشناختہ بخد مت ایشان
 رسیدم و گفتم آنچه دیدم و شنیدم، وقتی دیگر فقیری از لاہور ایشان
 را اور واقعہ دیدہ کہ ابلق سوار میگزرند و خلاق بسیار در دنیال ایشان
 و میگوبند این قطب و قست بعد ازین رویان فقیر بعتبہ والا رسیدہ
 التماس قبول کردہمان عذر مذکور سر اپانور ورمیان آوردند آن
 بیچارہ مسجد آمدہ بگریہ و افغان و خاطر پریشان در مجمع در و ایشان
 در دل نہاد و گفت ای یاران این چہ ناز و گداز است کہ خواجہ
 بمن نمودہ است و ولم را ر بودہ اکنون کہ ناشاد و خانہ بر بار آمدہ
 ام این میگوبند و میرانند من بیچارہ چہ کار کنم و کجا روم نبوسی این
 صاحب زبان آورد کہ بسیاری از حاضران را استیلائے گریہ
 و اندوہ از ہوش بردوشوری عجیب برخاست تا بگوش حضرت
 خواجہ رسید پر رسیدند کہ چہ شور است معروض داشتند
 کز لب شیریں تو شوریت در ہر خانہ تبسم نمودند و آن درویش را
 طلبیدہ بہ تلقین ذکر و جذبہ آہی نواختند

تا نگردد طفل کی جوشد لبین تا نگردد ابر کے خند و چین

طریق آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیزہ آن بود کہ ہر کرامی پذیرفتند
 نخست توبہ اش میدادند و اگر عشق و محبت آن طالب را بخود
 بسیار میدیدند بطریق رابطہ و نگاہداشت صورت خود بچقیقت
 جاتواش امر میکردند و بسیار کشایش دیر ازین احضار و نگاہداشت

صورت شریف پدیدار میگشت خواجہ برہان نام از خواجہای دھبیدی
 کہ از اکابر خود نسبتاً و اجازتہای یافتہ بود و بخدمت ایشان رسید و
 طلب افادہ و افادہ نمودہ ایشان ویراہہ نگاہداشت صورت خود
 ولالت نمودند وی در تعجب رفت و با محرمان خود گفت این شغل
 مناسب حال جمعی است کہ اول قدم درین راہ نہادہ باشند مرا
 ایشان کرم نمودہ بمراقبہ عالیہ از ان اشارہ نمایند و ستائش
 گفتند مثال امر باید نمود و از فضیلت احترام فرمود چون عقیدتش
 درست بود ناچار بہ نگاہداشت صورت مبارک پرداخت دوروزی
 نرفتہ بود کہ آن صورت اورا فرو گرفت و نسبت عظیم بروی استیلا نمود
 تا غلبہ سگرش بجای رسید کہ با وجود تمکین و کبر سن مقدار دو ذراع از
 زمین محبت و ہر سوی خود را بدیوار و اشجار میزد با آنکہ چند تن کہ
 از جوانان وی را گرفتہ بودند قوتشان بہ نگاہداشت او وفا میکرد
 تا دید آنچه دید اما بیشتر مرطالبا را ذکر دل بطریقے کہ مقرر را کہا بر این
 سلسلہ است دلالت می نمودند جمعے را بذکر نفی و اثبات و برخی را بذکر
 اثبات حدت یعنی ذکر ذات عزّ شائہ و از نایہ سریان نسبت آن
 حضرت قدس سرہ بسیاران بجز دیدن ایشان مجذوب و مغلوب
 میشدند گویند کیا خطیب بر منبر بودہ کہ لفظ بجمال ایشان کہشودہ
 ز عقنہ زدہ از منبر بزرافتادہ شبی از شبہای ماہ رمضان حضرت
 ایشان ما قدس سرہ بدست خادمی بہ آنحضرت فالودہ فرستادہ
 اند چون آن خادم از کو بیان سادہ لوح بود بدر و ازہ خاص سربہ
 و حلقہ در زدہ حضرت خواجہ دیگر بر اسبیدار نکردہ خود بر آمدہ اند و فلک

فالوده را از دست او گرفته فرموده اند نام تو چیست معروض داشته
 که با ما فرموده اند چون خادم شیخ احمد مائی با مائی بجز و مراجعت آن
 خادم ویرا جذبہٴ سُکر و نسبت فرود گرفته و فریادکنان و افتان و خیزان
 خود را بحضرت ایشان ماسانیده آنحضرت پد سیده اند که حال صیبت
 بشورش دستی تمام میگفته که همه جا چه در حجر و چه در شجر و چه در زمین و چه در
 آسمان نوری بیرنگ بنیاید و نهایت می بینم که بیان آن نیست و الم نمود
 حضرت ایشان ما فرموده اند البته حضرت خواجہ مقابل این بیچاره شده
 اند که از مقابلہٴ آن آفتاب پر توی برین ذرہ افتاده فروداش بخدمت
 خواجہ رسانیده اند تبسم فرموده اند

بروز حشر شهیدان چون بها طلبند تبسم کن و خاموش کن زبان همه
 گویند روزی عسکری بملازمت ایشان آمد ایشان به تقریب طهارت
 از مسجد برون رفتند خادم این سپاہی برون در عشان اسپ
 گرفته ایستاده بود و زمین تنخ و واسبر بکرت لفظ کیمیا اثر ایشان بر آن خادم
 افتاده بود چون مسجد در آمده اند خبر رسیده که خادم آن عسکری را جذبہ
 و بنودی بر خاک افکنده است و میان اسپان چون گوی ہر سوی
 غلطانست و از قبیل شام تا پاسی از شب همچنان در اضطراب بود بناگاہ
 بشوریدہ و روی بازار نہادہ و همچنان در صحر برون رفتہ دیگر هیچکس
 از خبری نیافت سیدی و مرشدی میر محمد عثمان سلمہ افتد فرمودند
 صبیہ ما مرضہ داشت بکرات آن مرضہ را ولالت بمریدی حضرت
 خواجہ کریم دی ابا نمود تا روزی آن صبیہ را بتقریبی بمصوب آن
 مرضہ بملازمت حضرت خواجہ فرستادیم ایشان آن طفل شیرخوارہ را در کنار

مبارک گرفتہ شفقتہا نمودند آن طفل دستے بحاسن شریف ایشان برده
موی از لحيہ مبارک بدست او بماند فرمودند طفلک میرا تا یادگاری می گیرد
دور حد و زبان ایام انتقال فرمودند و آن موی مبارک تا امروز تبرک
و یادگار بماند

مرا از زلف تو موی پسند است فضولے مسکنم بوی پسند است
چون آن مرصعہ نجانبہ مراجعت نمود ساعتی زرفتمہ بود کہ آثار مستی و جذبات
بر او چیدن گرفت و وی خود را بران نمیداشت تا آنکہ فریادی سخت بر
آورد و جیوش بیفتاد و از پہلوی چپ او حرکت قلبی چنان غلبہ برداشت
کہ ہمہ یاران معانہ می نمودند بعد از مدتی بہوش آمد پرسیدہ شد کہ چه بود
و چه دیدی؟ گفت ساعت بساعت حضرت خواجہ بصورت ہیبت عجیب نمودار
نظر من میشد تا آنکہ امری مرا از جان ربودہ دیگر نمیدانم کہ چه شد
جز آنکہ دل خود را اللہ گوی یا بسم، سیدی گفتند بحضرت خواجہ قدس
سرہ حال او عرض کردہ شد تبسم نمودند و تعلیم ذکرش فرمودند و آن
صالح امروز در فیروز آباد از نسا صاحب احوال است و آن صبیہ تیدی
کہ در خانہ راقم است نیز ازین آن نظر خداوند عفت و حضور چنانکہ
حضرت ایشان ما اور البسر علیک بعض نسا و اکرات ما مور گردانیدہ اند
و آئین نازمین حضرت خواجہ از غایت مخلص پروری و شفقت گستری
آن بود کہ ہر کہہ تعلیم ذکر میفرمودند ہر ان اشارت تعلیم ذکر سمیت
و توجہ شریف شامل مال و حال او میداشتند و راہ نقوش کونسیہ
ہر دراک حقیقت جامعہ اومی بستند گو یا تسمیہ نقشبندی را نظہر
می آوردند تا ہمدران لمحہ زبان دلش باز گو یا میشد و حضور و جذبہ

وی را در آغوش میگرفت بعضی چون مرغ بسمل بر خاک مینماطیدند و بر سر
 از خود غائب شده بکیرت میرفتند و بعضی را بعد از آن کیفیت عوالم مثال
 یا ارواح یا معانی منکشف میگردد و بر روزها میکشید تا بهم نظر ترمیمیت
 ایشان بصحود افاقش می آورد و مصداق اشخ نجفی و سمیت بظهور می
 پیوست و این عنایت ایشان بر سبیل تعمیم بود حضرت ایشان ما قد سنا الله
 بسره الاقرب و وزی بتقریبی فرمودند شمول و عموم این نعمت یعنی گویا
 شدن دل بذكر و حصول جذب در بدایت تعلیم مرطالبان این طریق را
 از الحاقات لازم البرکات حضرت خواجہ ما است قدس سره، پسندہ عرض
 داشت که مگر سابقاً معمول این اکابر نبود فرمودند که بود اما بدین تعمیم
 در بدایت نبود نیز فرمودند که چون ستر اختیار این شمول و عموم را از حضرت
 خواجہ پرسیدم فرمودند از آن روزگار تا حال در طلب همت اہل ارادت
 نقصان دفتور بسیار رفته و حوصلہ ہای طلاب راہ تقلیل گرفتہ و نور
 شفقت بران داشت کہ بے مجاہدہ و سعی دتر و ایشان شربی رسانیدہ شود
 تا پیادگان ہادیہ طلب را مرکبی باشد و بروت شان بجرارت مبدل گردد و
 چون حضرت ایشان این حکایت باخر رسانیدند آہی برکشیدند و این دعا
 بر زبان راندند کہ جزاہ الله عن الطالبین خیر الجزاء و ہم حضرت
 ایشان طاب ثراہ بتقریب قوت کاملہ پیر بزرگوار خود را فافہ این نسبت
 گرامی فرمودند و وزی یکی از مخلصان قریب ایشان این خواست کرد کہ
 خدمت ایشان کیے از رسایل شریفہ ایشان را بہ نسبت حصول حضور بگذرانند
 حضرت خواجہ دوروز سے آن رسالہ را بوی درس گفتہ درین اثنا فرمودند
 ای فلان نسبت از آن نزدیکی است کہ آنرا از رسایل تو ان اخذ نمودو

صفت شفقت و زہم حضرت خواجہ ماقدس سرہ تا غایتی بود کہ وقتی در لاهور
قطر و عشرت افتاده بود در آن عشرت حضرت خواجہ در آن شہر بودند تا
چند روز نخوردند ہر گاہ طعام نزد ایشان حاضر میکردند میگفتند انداز
انصاف نباشد کہ یکے در کویہ از گرسنگی جان میداودہ باشد و ما طعام
نخوریم و آنچه حاضر مے بودہ ہمہ را بزرگسنگان میفرستادہ اند و خود
بقوت روحانی کہ میراث ابیت عند ربی است میگذرانندہ چون از لاهور
متوجہ دہلی شدہ اند باری بودہ کہ ہنوز فرسخی بل میلے طی نمودہ بودہ
اند کہ عاجز مے در نظر ایشان می در آمدہ کہ پیادہ میرفتہ ایشان از مرکب
فرود آمدہ ویرا سوار میکردہ خود تا منزل پیادہ مے آمدہ اند و شمار
بر سر میکشیدہ کہ آشتائے بر این عمل خیر ایشان اطلاع نیابد و چون نزدیک
بمنزل میرسیدہ اند بنیت اخشا باز بران مرکب سوار میشدہ اند و این
شفقت ایشان شامل حال حیوانات تیز مے بودہ تا گویند شبہ ایشان تہجد
بر خاستہ بودند گریہ بر رخاف ایشان آمدہ نشتہ بود آنحضرت تا روز پیمان
از سہ ما محنت سخت کشیدہ اند و بہ بیداری آن گریہ را رضی نشدہ اند و
اگر خارقے ہم از ایشان بظہور رسیدہ اند و فور شفقت بر خلق اللہ بودہ مثلاً
اند جملہ خوارق ایشان این سہ خارق است کہ برنگاشتی آید چون
لی حفظ نمودہ مے آید موجب ظہور آن با وجود استبعاد ایشان از نمودن
خوارق غلبہ شفقت بودہ خارق اول آنکہ یکی از فضلای دہلی کہ بگری بعقد
در آورده بود سالہا رفتہ اورا فتنی روسے ندادہ ازاد عمیہ و ادویہ
اثر ندیدہ چون وصف ایشان شنیدہ روزی کہ ایشان بجای سوارہ
میرفتہ اند و رعنان در آمدہ بنیاز تمام قصہ را معروض داشتہ التماس

زوالِ عنیت نموده حضرت خواجہ اول بر شفقت کشتوده از مرکب فرود
 آمده اورا در کنار شریف کشیده معانقہ سخت نموده اند و فرموده
 اند کہ رفتہ متوجہ شوید کہ فتح است وی بہان لفظ در خود قوت غریب
 دیدہ رفتہ و بسہولت تمام بہان لفظ فتح نموده غارتی دوم آنکہ ضعیفہ را
 طفلہ سہ چہار سالہ از سر دیوار حصار فیروز آباد کند و دیوار فرش سنگین
 است و ارتقا عیش قریب بسی ذراغ بزیر افتادہ چنانکہ از سوراخہای
 گوش آن طفل خون برآمدہ و نفسش متقطع شدہ مادر آن طفل بگریہ وزاری
 و بی آرامی و بیقراری چارہ جز آن ندیدہ کہ سرور قدم محترم حضرت
 خواجہ نہادہ التماس زندگی او نمودہ حضرت خواجہ چنانکہ عادت شریف
 ایشان بودہ کہ توجہ و تصرف خود را در پرہ لبسے پنهان میکردہ اند کتاب
 طب طلبیدہ اند و فرمودہ اند چنان معلوم میشود کہ این طفل نخواہد
 مرد حاضران تعجب میکردہ اند کہ کرام کتاب مستن این معنی است انگاہ لفظ
 خاموش شدہ اند آن طفل محترم بحال خود آمدہ حاضران را ^{بعض} _{بعض}
 تمام روی نمودہ وقت دیگر عسکری دور از شیوہ مرآت ^{بعض} _{بعض}
 ہمسایہائے ایشان سستی نمردہ ایشان از مشاہدہ جبر و ظلم اذہب ^{بعض} _{بعض} شدہ
 آن سپاہی را نصیحت فرمودہ اند اما او از غایت ادب و بخت اقبال
 نمودہ حضرت خواجہ از غایت ترحم بحال آن مظلوم متغیر شدہ آن
 ظالم فرمودہ اند اینہا در جوار فقرای خواجگان بزرگوار میباشند
 کہ بسیار غیور اند خیر و ارباش، دوران دوستہ روز آن ظالم را بخت
 دزد افشاری گرفتہ بعضی رسانیدند و حکایات کہ از تحمل و بردباری
 ایشان از اصحاب ایشان شنودہ ام بد فر با نگویند جوانی از ہمسایہائی

ایشان کہ مرتکب منکرات می بوده و انواع شرور از وی بظهور می
آمدہ ایشان آنرا می شنوده اند و متحمل بوده اند روزی آن شریک را
شمنہ باشارت خواجہ حسام الدین سلمہ الترقی و قید و حبس کشیدہ این
خبر بحضرت خواجہ رسید خواجہ حسام الدین را طلبیدہ عتاب فرمودہ
اند خواجہ بعض رسائیہ کہ بس فاسق و شریر است چنانکہ شرارت
او متعری و متجاوز است حضرت خواجہ آہ سر و از دل پرورد کشیدہ
فرمودہ اند آری چون شما خود را صالح با صفا و خیر یافتہ آید او در
نظر شما طالح و کدر و شریر می آید مگر هیچ وجه خود را از ممتاز
ندیم چگونه بزمہ بان زبان او را نیم این فرمودہ اند و پیر از حبس
خلاصی داده اند و وی حرکت شفقت ایشان از صلحا شدہ و این نسبت
انکسار و دید فہورا حوالہ برایشان چنان مستولی بودہ کہ اگر از طالبی ناگاہ
جریمہ صادر میشدہ و با ایشان میرسید میفرمودہ اند اینها اثر بد صفتی
است ہر گاہ در مابدے باشد ناچار برینہا منعکس میگردد و این نقیران
چکنند و اگر از کسی مکروه شرعی میدیدند بتصریح و شدت امر معروف
منکر و ندب بہ لیت و گناہ و تمثیل میفرمودند چنانکہ ناچار دل دشمن انکس
میشد و سبب بر تصریح ناکردن امر معروف و بیشتر آن بود کہ خود را از
سائر ناس ممتاز نمیدانستند و ہرگز غیبت و قدح کسی بزبان ایشان
و در مجلس ایشان نمیکزشت تا اگر کسی را ارادہ تخفیف مسلمانان در
حضور ایشان بنماہد میگذشت ایشان بتوجیف آن مسلمان شروع
می نمودند و اتم حروف گوید و نہ سے در زاد یہ مسجدی از مساجد
تنہا نشستہ بودم فقیری با فقیر دیگر حکایت از شیوہ اولیا میکرد و درین

ضمن گفت من درین مدت زندگانی فانی خود یک مرد دیدم و انهم کہ چون
 او بے نفسے و بروباری درین زمانہ نخواهد بود نام مبارک خواجہ مارا
 گرفت و گفت بر مزار شریف خواجہ قطب الدین بودم ناگاہ خبر رسیدہ
 کہ حضرت خواجہ محمد باقی قدس اللہ سرہ الا قدس تشریف می آرند خادم
 مزار در جایی کہ قریب بہ مزار بود برای ایشان سریری بہار و بران
 فرشی و سادہ بگستر و پیش از در آمدن حضرت خواجہ یکے از فقرے
 بی قید در آمد نظرش بران سریر و فرش افتاد گفت این چیست و برای کسیت
 گفتند برای فلان عزیز آن بتقید بخشیت و درستی تمام زبان بہذمت
 و دشنام ایشان کشودہ درین اثنا حضرت خواجہ در آمدند و آن
 بی قیدش از پیش بچہ نور ایشان بہرزہ گوئی پرداخت و گفت ای فلان
 تو چه لائق آئی کہ اینجا برای تو فرش افکنند جمع کثیر از رویشان خواجہ
 کہ حاضر بودند بی آرام شدہ میخواستند وی را تنبید و تادیب نمایند حضرت
 خواجہ ہمہ را بنگاہ خشم اللہ ازان ارادہ باز داشتند و خود نزدیک آن
 شتام رفتہ بزرگی تمام عذر در میان آوردند و گفتند چنانستے کہ شما
 میفرمائید من چنین و چنان چه لائق آنم این کاری اشارت و بعلم من شدہ
 بخشید و بشومی من مغز خود را خالے مکنید و از آستین مبارک عرق
 اورا از جبین او می چیدند و تو وضع مے نمودند ناگاہ در مے چند طلبیدہ
 بوی میدادند را وی گفت سن سبج تغیر و تذبذب در حال و گفتار خواجہ
 ندیدم آن زمان مرا یقین شد کہ نفس ملکی کہ میگفتند درین عالم بودہ است
 و بسیار بودی کہ بعضے از امرای مخلص ایشان بخدمت آنحضرت سیم وزر
 میفرستادند کہ بموجب دید ایشان بفقر منقسم گرد و آنحضرت با وجود

تقریب و آزادی شفقہ علی خلق اللہ خود متوجہ شدہ مستحقان سمت میگردند
 و در ضمن آن مبلغ از سرکار خود نیز میدادند مع ذلک بعض محتاجان و در
 از کار زبان لطف میکشودند اصحاب ایشان میخواستند بجمع آنها بکشند
 آنحضرت بآئین راه انکسار می پیوندند که یاران را غضب از سرسریفت
 و بجای آن نرمی و شکستگی نشست دیاران را قولاً و فعلاً بر نیستی و کم
 دیدن خویش و بردباری دلالت نمودند و آنرا دلیل راه عرفان میفرمودند
 و اگر از اصحاب ایشان خلافت این امر ظاهر میشد بعتاب بسیار نصیحت
 نمیدادند چنانکه از مکتوبی که شیخ تاج دین باب تحریر فرموده اند واضح
 خواهد شد انشاء اللہ بجهت و زهد و استغنای ایشان از امتعه دنیوی تا
 بحدی بود که سخن امور دنیوی هرگز مذکور مجلس شریف نمیشد مگر بتقریب
 سفارش حاجتمندی و هرگز تدبیری درین امور برای خود درویشان
 نمیکردند و در حق مریدان رشید جز بفقیر و مسکنت و فاقه و قناعت نمی
 خواستند و میفرمودند هر که امداد مالے از ما بظهور آید نقیصین داند که ما را
 بومی در محبت دینی نقصانے هست بعضی تو نگران که از اهل ارادت
 بودند التماس آن ننمودند که کفائی برائے فقرای آستان ایشان
 معین نمایند ایشان در حق جمعی که نسبت معنوی با آنحضرت و رسالت
 کرده بودند در رضا میدادند و بسادگان ایشان را مجوز میداشتند و از غایت
 تنفر که ایشان را بقبول امتعه دنیوی بود وقتی که عزم جزم سفر حجاز
 کرده بودند عبدالرحیم خان المشہر بنحانخان نام که از مخلصان این
 طائف بود و خصوصاً بحضرت خواجہ عقیدت و ارادت تمام داشته
 چون آن خبر بشنود صد هزار روپیہ که بزبان ہندک نامند بخرچ زاد و راحلہ

ایشان دور ایشان مرسل داشته عرض نمود که بقبول آن بر من منت
نہند چون حضرت خواجہ آن بشنو روی در ہم کشیدہ فرمودند بکج رفتن
چون مائی گرافی آن نمیکند کہ اینہم سیم وزر مسلمانان را صرف خود کنیم
وضالح سازیم پذیرفتند و باز گروانیدند و بی تقیدی ایشان در
لبوس و ماکول و مسکن تا بحدت بود کہ اگر چندین روز یک طعامی
غیر مرغوب و مطبوع نزد ایشان سے آوردند ہرگز نمی گفتند کہ غیر
این بیارند و کذلک اگر چندین روز جامہ در بدن شریف ماند ہ
شوغلین میشد نمی فرمودند کہ دیگر حاضر سازند و نیز ہر چند در خانہ تنگ
و تیرہ می بودند تا آن مسکن شکستہ شدی یا از خاک و خاشاک پرگشتہ از آنجا
غرق لجنہ تسلیم و رضا بودند اظہار تعمیر و تنظیف تنویر آن ہرگز نمی کردند با وجود
این ہمہ تسلیم و فنا و رفتگیہا و ضعف بدن کہ ہمیشہ ایشانرا بود و دوام
وضو و کثیر طاعت شغف تمام داشتند بعد از ادا سے نماز عشا کہ کجہ تشریف
میروند قدری مراقب می نشستند چون ضعف بر اعضا غالب میگرد و
بر خاستہ تجدید وضو نموده دو گانہ گذار دہ بازمی نشستند باز چون اعضا
بضعف دردمی آمد چنان میگردند اکثر شب چنین میگذشت و
احتیاط در لقمہ تا بحدی میفرمودند کہ ہدیہ کہ میرسد اگر چه آنرا بحکم
حدیث صحیح سخن لازم الہدیہ رو نمیگردند اما آنرا بخصو صہ خرج ہم نمیگردند
بل از محل اطیب قرض حسنہ میگردفتند و در بدل آن آنرا میدادند کہ
بحکم فقہا آن در جہ دیگر در حلت پیدا میکند و تاکید تمام میفرمودند کہ
بہندہ طعام بوضو بود بل از باب حضور و نہنہا باشد و ہنگام طبع
بکون و نیادی نہ پوارہ و میفرمودند از لقمہ کہ بے حضور و احتیاط

خورده شود و وی می خیزد که بخاری فیض را می بندد و اوداح طیبه
 که رسید فیض از مقابل قلب نشوید و تپه مریدان را برین احتیاط
 ترغیب میفرمودند و جمعے کہ فی الجمله مسامحت و ران جائز می داشتند
 ضرر آنرا در احوال آنان موافق مے نمودند و زسے یکے از درویشان
 صاحب حال و کشف آمدہ معروض داشت کہ در کار خود بستگی مے
 بینم دور باطن کہ دورت می یا بکم ندانم چه تقصیر از من سرزده آنحضرت
 متوجہ شدہ فرمودند از لقمہ بے احتیاطی رفتہ است او معروض داشت
 کہ لقمہ ہمان لقمہ ہر روزہ است ایشان فرمودند رفتہ نیک شخص نمائی
 کہ غیر ازین معلوم نہیں و البتہ در جزوی از اجزاء آن فتوری رستہ
 چون نیک گفتیش نمود معلوم شد کہ دوستہ چوبانی برائے سوختن کہ نہ
 ازان چوبہائی احتیاطی بودہ داخل کردہ بودند و کذلک در ہمسہ
 امور علی ایشان بر عزیمت ادلی بودہ و ازانجا کہ در کتب اعدا و سب
 در قرأت فاتحہ خلف امام مرویات کثیرہ صحیحہ آمدہ چند روز بران
 ہم آمدہ بودند کہ فاتحہ خلف امام قرأت نمایند درین اثنا امام
 الائمہ سراج الائمہ امام ابوحنیفہ را ریشی المشرعہ در معاملہ دیدہ
 اند کہ تصدیق فرمودند و فرمودند ہا اند کہ ازان این مضمون مستفاد
 میگرددیدہ کہ چندین اولیائے کبار و زید سب من بودہ اند بعد
 ازین واقعہ ترک قرأت خلف امام نمودہ اند و این احتیاطها کہ در
 لقمہ گفتہ شد از نزاکت و صفای نسبت لطیف شریف ایشان نیز
 بود چنانچہ آئینہ از غایت صفات اب نفس ہم نداد و از اینجا بودہ
 کہ در عصف جماعہ در ہر جانب خود از خلص اصحاب خویش را ایستادہ

می کرده اند کہ اگر برگمانہ سے بودہ فی الحال غفلت و نقصان ادباً خطرات
 اور آئینہ ایشان منعکس میشدہ، روزی یکی از درویشان کہ محتاج کاف
 بودہ در خاطرش التماس طلب آن عبور سے نمودہ با ایشان نماز کردہ
 آن خطرہ اور ایشان ظاہر شدہ بعد از اداوائے نماز فرمودہ بفسلان و
 ہر کہ احتیاج لحاف وارو بدہند آن درویش میگفتہ کہ ہمیشہ از ان روز
 ترسان سے بودم کہ مبادا خطرہ کہ موجب دلالت ایشان باشد بر من
 بگنجد و تفرید ایشانرا آن پایہ بود کہ از ہدایت تا نہایت ہیچ یک
 از احوال بلند و مکاشفہ از حجت سہمیت ایشان فرود کے آمد
 در عین بکریافتہم از نایافتہ زوہ خشک لب بودند این
 رباعیہ شریفہ نیز دلالت برین حال ایشان بنماید رباعی
 در راہ خدا جملہ ادب باید بود تا جان باقیست در طلب باید بود
 دریا دریا اگر بکامت ریزند گم باید کرد و خشک لب باید بود
 روزی عزیز سے یکی از مخلصان ایشان کتابتی نوشتہ بود ایشان بر
 ظہر آن کتابت رقم نمودند کہ در بیخ این عاجز گرفتار را قوت کارمانند
 واگر نہ بہ توفیق اللہ تعالیٰ درین دوروزہ عمر دیوانہ وار ماتم باز
 ماند گے خود میداشتت و در حسیبت جوی کیمیائے مقصود تک و دو سے
 می نمود و زندگانی فدائی این راہ میگردنم تعالیٰ درین افتادگی
 نیز بردی و آشوبے کرامت فرماید کہ کار و جہانی خود را در قبضہ اختیار
 و اقتدار اہل شہادہ از جموع گرفتار بہا فراسے بیاہم آمین یا رب العالمین
 امید از ان برادر آمنت کہ روی بر خاک بندد و از ہر اسے حصول این
 آرزوی فقیر از خدای عز و جل بخواہد کہ دُعَاؤُ الْعَائِبِ لِلْعَائِبِ سَرْعُ

اجابہ آمد والد دعا از خدمت شیخ تاج الدین سلمہ اللہ شنو دم کہ گفت
 روزی حضرت خواجہ مارا دقتی رویدا کہ بچین بندہ ہای قباکشا وہ
 با سیدہ عریان و دستار پریشان متوجہ ساحل دریا شدند آثار
 شکستگے بسیار و قلق فراوان و اندوہ عظیم از ایشان ظاہر بود من در
 قفای ایشان میرفتم بعد از مدتی ایشان از آمدن من اطلاع یافتہ
 باہ و در دستام فرمودند کہ ای فلان آنقدر واروات و احوال و فیوضات
 و انوار و اسرار میریزند کہ اگر این دریا سیاہی شود از نوشتن آن
 کوتاہی کند اما مرا از اینہا چہ کہ مطلوب من از دیدنش و درست
 نہ قدس سرہ

طلب بچون و مطلب بچگونہ نہ آنرا شبہ دنی این را نمونہ
 وہم شیخ تاج الدین حکایت کرد کہ روزی در صف جماعت نماز و در
 پہلیے ایشان بودم در میان نماز آثار استیاری گریہ و اضحلال
 از ایشان احساس نمودم بعد از ادائے نماز بچنان حیران و گریان
 بجزہ شریف رفتند من نیز بر اثر ایشان در آدمم و بچنان ایشانرا
 گریان و کثیر الاحزان یافتم بعد از ساعتی گستاخی نموده پرسیدم کہ
 سبب این گریہ بے اختیار و اندوہ و آشفتگی بسیار چہ باشد گفتند زین
 بگذر و مارا بدین درد بگذار از انجا کہ بعنایت ایشان بس ولیہ بودم الحاج
 نمودم فرمودند در عین نماز کہ معراج مومن است روح من در طلب مطلب
 و راء الوراہ عروج نموده در جست و جوی آن چند آنکہ مقدور داشت
 این مرغ پروبال نزد بستش بیخ نیامدنا چار حیران و گریان خود را در
 نفس غالب انداخت این گریہ و اندوہ من حضرت بود و ہم شیخ تاج الدین

فرمودند و نزدی در حجره خاص ایشان در آمدیم ایشانرا بغایت مغلوب
 و مستهلک دیدیم در حکایت شدم اما آثار شعور بکلام خود در ایشان نیام
 همیشه گفتا و گو و سوال در میان آوردیم تا بعد ساعتی چند تکلم آمدند
 و ساعت بساعت آثار محو ظاهر شدن گرفت بعد ازان فرمودند فلان
 کس امر و زعجب رسیدی زینبی یا حمیرائی ماشدهے که در حیرت و دہشت
 و نیستی عجب رفتہ بودیم ہم ازین غلبہ تفرید ایشان بود کہ سرے بمشخت و
 صحبت داشتن ایشانرا اصلا نبود و ایام توجہ ایشان بتربیت ایشان
 بدو سراسر مشغولین حضرت ایشان ما قدس سرہ ازین الظاہر
 الطائف ایشان کمال اکمال رسیدند انحضرت خود را از صحبت و
 تعلیم ارباب ارادت باز کشیدند و یاران را چہ بتعرف و چہ
 بتکلیف بالیشان حوالہ نمودند چنانکہ تفصیل آن در احوال حضرت
 ایشان بیاید انشاء اللہ سبحانہ و خود انزو اگزیدند و شیوہ قطب
 آفاق ابوعلی و قاق قدس اللہ سرہ بدرود اندوہ عظیم سر بگریبان نیستی
 در کشیدند و جز نماز جماعت بمسجد حاضر نمیشدند و ہر کہ ایشانرا میدید
 ناچار از عداوت ایشان ارادان بنظر الے میت کشی علی وجہ الارض فلننظر
 الے ابن ابی قحافہ یاد میکرد مع ذلک از ہیبت و دہشت دیدار ایشان
 ہر کہ ہر کجا میبود منقش دیوار میشد و غافلان را بجز و دیدن ایشان بمصداق
 خبر ازار او اذکر اللہ لعلہ ہر سبتا بکائے کہ روزے عبور ایشان
 بیکے از قرآن کے کہ سکتہ آن مترار عان ہنود بودہ بوقوع انجامیدہ
 بجز نہا کہ نظر انجماعہ بر ایشان او قتارہ باہد بگر میگفتہ اند کہ این
 عجب مروی است کہ از ویدن او خدا بیا و ما آید و از عظمت صحبت

بل رویت ایشان چه آشنایا او چه بیگانہ را سخن بر لب و مدعا در دل
مے پیچید با نهمہ انکسار ایشان از دہشت ایشان بسیار مردم و انا از
جامیر فتنہ عزیزے از اعلام فضلاء مہتمم گفت روزی رسیدم بصف
جماعت نماز کہ برپا شدہ بود دوران صف حضرت خواجہ نیز بودند در
صف پیش جائے نہ بود مگر پہلوئے حضرت خواجہ کہ از ادب ایشان
در و ایشان فرجہ گذار شدہ بودند مرا چون خواجہ اعتقادے چند ان بنور
ایشانرا طفل دیدہ بودم و الحال قیاس بخود خود رسال یافتہ رعایت
ادب بخاطر نیامد و آمدہ خود را دوران فرجہ درج کردم ساعتے ز رفتہ
بود کہ در شکوہ و عظمت خواجہ برولم حملہ آورد چند اندک خود را زان میکشیدم
فائدہ نمیداد تا بحدی رسید کہ بی اختیار در عین نماز اندک اندک خود را
بر قفای کشیدم و تا بجائی رسیدم کہ اگر قدم عقب بگذارم از صف
بیفتم خسر و اگر شتم و از مشاہدہ این معاملہ از مخلصان حقیقے آن عارف
بزرگوار گویاشدم و با نهمہ بہت گاہ از جوش فلق و سقوط و خلع تہا در
کوچہ و بازار میگذشتند و در زیر سایہ دیوارے بر خاک می نشستند
با نهمہ ستیہ و فرستگاری و حیرت سزوی در امور شرعیہ و التزام
عزیمت متوری نمیدادند و سماع درقص و وجد و حال را آنجا مجال نبوده
تا بحدی کہ روزے در حضور ایشان یکے از درویشان بکہر گفت
اللہ ایشان فرمودند باو بگوئید کہ آداب مجلس نگاہ داشتہ مجلس با بیاید
و اگر از مریدان ترک او بے بظہور میر رسید بظاہر ویرا خشونت نے
نمودند و نمیزانند تفریب ظاہری خود کجا باطن خود را از و میکشیدند یا
او بسنگی در احوال خود میدیدند در خواب و واقعہ ہوئی امرے می نمودند

کہ متنبہ می شد

”ای تو مجموعہ خوبی ز کدامت گویم“ شاہد عظیم بر علورستہ ایشان ہمیں بس کہ
دوسہ سال برسند مشیخت بودند درین مدت قلیلہ چہ مردم کہ از خوان دولت
ایشان روزے مندگر دیدند و چہ برکات و آثار کہ در کشور وسیع ہندوستان
از ایشان انبساط گرفت و این سلسلہ طریقیہ نقشبندیہ کہ درین دیار غریب
بود ترویج تمام یافت بانکہ بسیار از مشائخ این سلسلہ آمدہ سالہا
بسیار درین دیار ماندہ بودند ما برکات این دوسہ سالہ دران سالہا
کجا بود کمالا کھیلے فاضلے باین حقیر گفت بعضی شیخان بزرگ صاحب حال
وقال درین روزگار شصت ہفتاد سال در ہندیخی کردند معلوم
است کہ از ایشان کہ ماند و چہ ماند شاہد بزرگے خواجہ شہا ہمیں بس
کہ کھیلے سالگے رفتند و دوسہ سالے ہدایت نمودند و عالمے را بہرہ
ورگردانیدند و این فقیر از زبان شیخ بلندسکان لجنہ فقر و نیاز و عرفان
ارشاد پناہ شیخ محمد بن فضل اللہ رحمہما اللہ شنود کہ تقریبے را در حق حضرت
خواجہ مافرود نشان بزرگے این عزیز ہمیں بس کہ سہ چہار سال بیش
بہدایت نہر داخت و تا امروز آثار و برکات آن روز افزون است
گویند دران چند روزہ ارشاد ایشان بسا شیخانے کہ آنحضرت
وہ ایام تہودات طلب بہ صحبت آنہا رسیدہ بودند و فاتحہ و دعا
و تلقین ذکر از ایشان گرفتہ آنہا نیز منجذب شدہ آمدہ از مریدان
غہند گویند بعد از قدم ہدایت لزوم ایشان بشہر معظم و ہلی
بعض مشائخ بزرگ آن بلدہ از ظہور ایشان غیرت بردند و توجہات
گماشتند آخر فائدہ ندیدہ جز ضرر خود ناچار از مخلصان حقیقیہ شدند

بعضی طلباب از جا ہائے دوز و در بخدمت علیہ میر رسیدند و برخے در
 راہ عزم بودند کہ خبر انتقال ایشان شنودند مرشدی میر محمد نعمان
 علیہ السلام گفتند: یاقی! از ملک خسراسان در آگرہ بدار الشفای حکیمی
 بیمار دیدم از حالش پرسیدم گفت مرد چہیں و چہان بودم در دکن
 حضرت حواجہ باقی را در خواب دیدم و لعشق ایشان اینجا رسیدم
 چون خبر انتقال ایشان شنیدم ازین اندوہ ملول شدم و اکنون
 بیایم و این حال خراب از عشق آن بزرگوارم، این گفت و زار
 بگریست اکنون چون حرف انتقال ایشان رسید زبان شکستہ تمام
 را بران قصہ باید آورد چون سال عمر شریف حضرت خواجہ ماجہل
 رسید کہ تکمیل تمام طبعی انسانی دران است و تکمیل معنوی را نیز دران
 اثری لا جرم حضرت خواجہ را بعد ازین اربعین از تنگنای این جہان
 پر طلال ہوس انتقال شد اگر درین ایام خبر رحلت کسی شنودند آہ
 مہر از دل سراپا در نہ آرد و در وہ میفرمودند خوش خلاص شد و مراد آنحضرت
 باین خلاصے تعزیری از لباس ہستی موہوم بود و بگرد شدن مشہور و
 از خیال کہ لازم زندگانے این جہانی است چنانکہ طارف رومی قدس
 اللہ سرہ الاقدس بزبان انتقال مترنم این مقال بود
 من شوم عربان ز تن ادا ز غمیان تا خراشم در نہایات الوصال
 دران ایام واقف نسبت بخود دید کہ آخر آن این عبارت بود و نسبت
 و حمیداً طریداً فریذاً و نیز درین روز ہائیکے از اندواج الطاہرہ
 خود فرمودند کہ چون عمر من بحیل سالگی رسد مراد واقو عظیم پیش آید
 و برای تقہیر از بطحیت آید و کف دست مبارک کشد و بگوید در

این تطبیق بر کف منست نشانه آنست که گفته شدیم درین ایام گویند
 روزی آئینه بردست گرفته یکی از ازدواج خود را طلبیده فرمودند بیاتما
 ما ہم درین آئینه نظر کنیم آن عقیقه میفرموده در آئینه ایشان را پیر سفید
 محاسن دیدم ترسیدم و گفتم بمن اینچا منیاید که من زهره مشاهده آن
 ندارم تبسم فرمودند و خود را بصورت اصلی خود که محاسن عنبرین بود و
 نمودند بعد درین ایام چنانچه عادت شریف ایشان بوده که مکشوف
 خود را خواب گفته مذکور میگردد اندر روزی بزبان شریف رانده اند
 که در بعضی خوابهای معلوم میشود که درین نزدیک کس کلائی از سلسله
 علیہ نقشبندی فوت خواهد شد الگاہ فرموده اند که جائے در کنار شهر و ہلی
 باید اختیار نمود و ترک اختلاط خلق کرد و ہما نجامدن شد درین باب بعض
 خلص اصحاب خود استخارہ فرموده اند چون اجازة معلوم نشده
 ترک آن ارادہ نموده اند باز روزی فرموده اند کہ دیدہ شد کہ میگویند
 برای غرضی کہ ترا آورده بودند تمام شد الحال سفر باید کرد مرتبہ دیگر فرمودہ
 اند دیدہ شد کہ میگویند قطب زمان در گذشت درین عین من تصیدہ
 غر اور مرتبہ خود بخوانم و تعریفات عالیہ در ان مندرج است چون او اسط
 شہر جمادی الثانی سنہ ہزار و دو و اندوہ رسیدہ امرائش بر ایشان
 غلبہ کردہ درین ایام فرمودہ اند حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ
 را خواب دیدم کہ فرمودند پیرا من پوشید بعد از نقل این خواب
 حضرت خواجہ ما تبسم نمودہ بزبان رانده اند اگر زندہ ما نیم چنان
 کنیم والا کفن ہم پیرا منی است و ہمچنین یکے از فخلصان کہ درین ایام
 ارادہ سفری داشت فرمودہ اند چند روز کسے جائے نزدیک آخر ہائی

باز راست بعض مخلصان رشید و رین ضعیف غوامض علوم تحقیق مے
نمودہ اند و آنحضرت تحقیقات عالیہ میفرمودہ و رین میان شبے ضعیف
غلبہ نمودہ چنانچہ گویا حالت نزع بظہور رسیدہ بعد از مدتی بحال آمدہ
فرمودہ اند اگر مرون عبارت ازین است چه نعمتی بودہ است کہ ازان
حال بر آمدن خوش نمے آید روز شنبہ بست و پنج ماہ مذکورہ آثار
احتضار ظاہر شدن گرفتہ بنظر ہائی کہ متضمن و دایع یا ران باشد می
بگمبیتہ اند و اصحاب میگمبیتہ اند و ایشان تسمیہ و تعجبے منمودہ
اند گویا افادہ آن میکردہ اند کہ عجب از شما کہ در و ایشانید و از و اورد نما
بقضا بیرون آمدہ نزع مے نماید و رین اثنا بر زبان در ویشے کلید
متبر کہ یا الہ العالمین رفتہ بسرعت تمام منجانب دے دیدہ روی مبارک
بجانب او گردانیدہ اند یکے از حاضران گفتہ این توجہ و تحرک ایشان
از شوق استماع نام محبوب بود ازین سخن آب در چشم مبارک جمع شدہ
پا سے از روز مذکور ماندہ بود کہ جہرا بذر کاسم ذات مشغول شدہ اند و
ہچنان التبر گویان جان بجان پسرودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد از انتقال
موضعے کہ خاطر خلص اصحاب ایشان بران قرار گرفتہ برائے قبر حفر
نمودہ چون جنازہ را در و ایشان در ایشان بد داشتہ اند از دیوانگے
کہ حاملان را بودہ بانجا کہ حفر قبہ نمودہ بودہ اند تا بوقت را نبرہ اند بل زمین
دیگر برودہ فرود آوردہ اند بعد از فرود آوردن دران زمین چہ بنید کہ
این زمین مکانے بودہ است کہ روزی حضرت خواجہ تقریبے را با یاران
آن موضع رسیدہ آنجا را خوش کردہ و ضوی ساختہ و وہا نہ گذار دہ
بودہ اند و خاکے ازان موضع پاک بدامن مبارک ایشان پسید و بودہ

بمذہبان مشرف رانده اند کہ خاک این موضع دامنگیر باشد لاجرم
 در پیمان مکان کہ جوار قدمگاه حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم است و نزدیک شاہ راہ، آن شاہ اقلیم ارشاد رانج و اینجا کہ
 سپردند و امروز بہ بمن سعی خدمت خواجہ حسام الدین احمد سلم اللہ
 تعالیٰ حوالے آن مزار از آبخار و اشجار و از بار بہشتی شدہ میزار
 وَيَتَذَكَّرُ وَيَنْفَعُ ۝

شمع مزار او ہمہ نور غفور باد و لہائے زبیران و شش غرق نور باد
 فضلا و عرفا مرثیہا با تواریخ انتقال رقم زدہ اند اینجا بایر او تاریخ منظومہ
 کہ رقم راروی دادہ اکتفا میرود ۝

از خود ہمہ فانی لصفقت بود	ذاتی کہ بدوست بود باقی
بر خلق تمام عاطفت بود	بر خالق خویش جملگی عشق
خوش گفت کہ بجز معرفت بود	دی تشنہ و لم بسالِ فو تش

(از زبدۃ المقامات)

مثنوی قبل از زمانِ درویشی

در توحید ربّاری عزّ اسمہ

بنام آنکہ دریائی و جزا است
عجب بکر است خود در خود شناور
نمودی فارغ از ننگِ خدائی
ز یک بکر است چه نفس چه آفاق
جهان برو حدت خود پائی برجا
ز بحسیر بود او کونین جوئی
ازین کثرت میفزود اعتبارشش
ز یک موحش درو عالم را نمود است
تعالی شانہ اللہ اکبر
فرود رفتہ بہ بحر آشنائی
چہ حش و عشق چہ قید و چہ اطلاق
ز خود کرد این ہمہ کثرت ہمید
ز جوئی لطف او آدم سبوی
وزین جنبش نشد ہرگز قرارشش

حوادث را بذاتش نیست کاری

نیاید ہرگزشش نواعتباری

(نواعبہ باقیہ)

مثنوی

در بیان آنکه وجودِ صورتی انسان چقدر عالمِ خلقت است

اما حسبِ باطن از حضورِ قدرت است

من نه چینیتم که نمود من است

جائی دیگر قص و وجود من است

نقطه مخراب جماعت منم!	دانه سیراب زراعت منم
ابروی پیشانی من دلکش است	قطره نیسانی من آتش است
عقل نمک ریز کباب من است	خون جگر نام شراب من است
مردم دیده به بندوی ام	گوش نصیحت بر رضا جوئی ام
دیده متابع سمر و کان من	شور و دوز عالم به نمکدان من
خنجر مژگان سر جوگان من ^(۱)	گوئی توبه نمک جان من ^(۲)
نافه مشکم شکر آب سخت	در تیره پوش نمک بخت
بدن هر بند گهر مانده ام	درین - موی شکر مانده ام

(۱) چینیتم (۲) بس است (۳) بس است

گنجِ دو عالم همه در مشت من
خرقه آلوده بدر کرده ام
رشکِ بهار است زمستان من
در پی معجونِ همزجوی است
هر دم و هر لحظه ستم می کشم
بلبل^{۱۳} من غنچه سودای من
ز این خودم از دیگر می نیستم
از نمکِ ساده خمیر من است
تاجِ مکتلِ سرد و ویشی ام
وسته کوزه بتامی ز دم
ریزه خوان از کرمش چیده ام^{۱۵}
ز می و سختی بفسون و غضب
ساخته مقراض گلوگیر من
آدمیانند فرشته نژاد

خامه کلیدِ سر انگشت من
تکیه بیالین جگر کرده ام
غنچه تماشای بُستان من
حرف من اکنون بسخن گوئی است
بر سر هر نکته علم می کشم
زیده عالم تماشای من
گر به سرم در بدری نیستم
گوهری از کان ضمیر من است
صفحه خاطر ورقِ خویشی ام
آه چه گفتم و می خامی ز دم
هر چه مرا هست از دیده ام
کرده بهنگام بیان ادب
زان یَدِ بیضایی تقصیر من
خورد و کلان خرم اتحداد

۱۱، خامه کلید، نسبت در انگشت من (۲)، یعنی که معجونِ ایچ (۳)، بلبل و غنچه بسوی دای من

۱۲، زدم به دم ایچ (۵)، ریزه خوان، نه خوان کرمش چیده ام

پیر و جوان خوشه یکدانه اند
 در نظرت هر مژده چندین کز نیست
 خیز و زمانی نظرت راست کن
 شیر شکاران مسخی نفس
 ای نمک بی نمکان درو لم
 آتش سودا سوئی مغز م روید
 زخم و لم مریم آن دود شد
 آتش و آبی که درین منزل است
 خاک بشود ل بگرانی منہ
 بی غرنی شمع نیفر و خفتند
 خیز و بسودائی شکاری تبار
 مست نہ پائی خمارئی بگیر
 یک کف سرخوشی کریمانہ اند
 احولیت باعث این کثر و نیست
 ریشہ خود را گہر آراست کن
 بہیدہ چندین نہ ز زندگی نفس
 شورش شوریدہ دلان عالم
 اشتر^(۱) ہوارِ مراپی برید
 ریزہ الماس نمک سود شد
 چشمہ رہ منتظر بسبل است
 پشت تغافل بجویانی منہ
 بہیدہ افسانہ نیاموختند
 چند نشینی اپنی کاری تبار
 دست و دل و دامن یاری بگیر

(۱) کوزہ نیست (۲) ابرش ہوار الخ (۳) کسے را بگیر

در بیان آنکه دنیا و غم دنیا کچھ آواز انِ مطلق است

این ہمہ سر رشتہ پرتاب و تیغ
 فارتیان اندگاہے بکن
 ای خنک نہاکہ ازین رستہ اند
 دست بفتہ اک سخابی زودہ
 سوختہ ای خرمن ہناب را
 خار مشو و ر قدم گل نشین
 دست طبع از دل خود دور کن
 گر گسی دست ملامت مگیر^{۱۲}
 بر سر ہر خوان نظر انداختن
 دل بہ بیخون کشایش دہی
 بر سر ہر لقمہ گرانہ کنی !
 سنگ ملامت سر دندان تو
 گوش بر آواز دہش^{۱۳} ماندہ
 جز غم بہسدہ چہ چیز است تیغ
 از پی غارت شدہ آسہ بکن
 دل بہ چہ آگاہ دگر بستہ اند
 آتش خود را کفی آبی زودہ
 بستہ آتش گذر آب را
 درین دندان تو کل نشین
 کلبہ خود خانہ زنبور کن
 در نہ رہ در ہم سلامت مگیر^{۱۴}
 نزدیکون گیری خود باختن
 ہیزم بوسیدہ آتش دہی
 آب شوی جرّعہ فشانی کنی
 زخم زبان ماندہ خوان تو
 ماندہ در کام سخن ماندہ

(۱۱) بہ گلستان (۲۲) بگیر (۱۳) بگیر (۱۴) دہن -

دست سوئی خوانِ عنایت بکن
 کیست پس و پیش پس پیش اوست
 جمله از آن خوانِ کرم می رسد
 گریختل سنگِ حصار آوری
 تنگ بندی رنج مقصود را
 روزی پیوسته خرابان رسد
 در لپت از روح سبک تر رود
 در بهوس پائی طلب بر نهی
 باد شوی در طرف جستجوی
 آنچه نه از تست تغافل کند
 دست خوش سنگ ندامت شوی
 صاحب عالم به همه حاضر است
 باش که چون روز قیامت رسد
 شخذه پشش بشتاب^(۵) رود
 خواهش اگر پیش دگر کم بود
 این همه هیچ اندو کفایت بکن
 رازق هر خواجه و درویش است
 هم نجوشی هم به ستم می رسد
 از خورد و آشام کنار آوری
 سنگ دهن خواهش ناپود را
 بازرگان بر سر احسان رسد
 باد شود بانفست در رود
 خواهش عالم همه در سر نهی
 خاک شوی در گذر آبروی
 غنچه بهیود گیت گل کنند
 مسخره و گویی ملامت شوی
 بر بد و بر نیک همه ناظر است
 از همه سوبانگ ندامت رسد
 بر سر دیوان حسابت برد
 پایه خواهش به جهنم بود

(۱) لب (۲) دبی یازنی (۳) روزی تو بر تو فرزندان رسد (۴) آه (۵) به ندامت بود

بر سر خپه پائی چو نهماون است
جانپ خوبان نظر افکند نت

خواه کی خواهه دو افتادون است
زندک و بسیار بود مردنت

حکایت

بی خبری بود گرفتار خویش
مرحله پیوده بسودائی زرد
ناگه از آنجا که به پیشانی
گوشه چشمش به نگاری رسید
خواجه سودا زده دیوانه شد
آن همه اسباب به یک جوفروخت
رقص کنان گرم تمنای خویش
هم سفری داشت ز سودائی خام
آمد و گفت این همه مستی که چه
یک نظر است این همه غولی مکن
چون نفس^(۱) سرو بگوشش رسید

جوش زن از گرمی بازار خویش
کرده به هر بادیه خود گذر
بود و حرنی ز پیشانی
طرف نگاه پی کارش رسید
فتنه آن فرگس مستانه شد
خرمن بی فائده را برق فروخت
نه سر سودائی و نه پروائی خویش
شد به ملامت گریش تیز کام
بی جهت این باده پرستی که چه
با خبرم از تو فتنسولی مکن
گفت که ای درد دل تیغ ناپدید

(۱) بادیه و در گذر (۲) عاشق (۳) سخن

بی خبری از من و کردار من
 شعله دیگری بچراغم رسید
 شد چو بدل ریزه الماس خوار
 در سختم را بگزارف آوری
 مردنم اینک خبر حال من
 چون دم آخر نفس گرم داشت
 آمد و آن نقد گرامی سپرد
 باقی از افسانه مردم خموش
 در نه بروا تش می و ام کن
 تا تویک جرعه عنایت کند
 ساقی الہام، مے آمد مرا
 دست بر آور به مے لاله رنگ
 تا گرام روز بر ای شووم
 عشق بشارت ده فرزائی است
 عشق کمال است بہر سو کجاست
 عشق مجازی لقب او مجاز^(۲)
 رو کہ نہ محرم آسرا من
 باد سیجا بد ما غم رسید
 خواہی کی ریزہ و خواہی ہزار
 بر سر تہمت ہمہ لاف آوری
 دادن جان شاید احوال من
 دست اجل بس روشن نرم داشت
 سردی و گر میش تمامی سپرد
 در تو اگر چاشنی ہست جوش
 ساقی خود را نفسی رام کن
 حاصل کونین کفایت کند
 حصہ ہی جام مے آمد مرا
 شیشہ ناموس بفلک بنگ
 قابل تسخیر نگاہی شووم
 عشق نہ از جملہ دیوانگی است
 نقد عنقا، صفت کیمیاست
 صد دراز و سوی حقیقت دراز^(۳)

(۱) دست اجل از تنفس آزر م داشت (۲) نہاد (۳) کشاد

دست من اکنون بگرفتار است
 روز دیگر رونق دیگر دهم
 کوشش من آنکه بدریا رسم
 چند دگر سنگ کنم قوت خود
 باغ بهشتم نفس گل کنم
 کام شوم مشرب دل خورم
 دست مرا سوی محمد برید
 بر سر آن خوان که کریمان نهند
 همت پیران مدد جان من
 ارکه بهمسائگی مردم است
 عشق سخندان رموز من است
 زینت دل رونق ایمان من!
 حال تو هم با تو بگویم که چیست
 ای تو نمک پاش کباب دلم
 سوی شکافنده معنی توئی
 روی زمین آب و جود از تو یافت
 پنجه خور مشعل بر دار تو!

روز نخستین سخن گفتن است
 حصه درویش و تو نگر دهم
 موجد بر آرم به ثریا رسم
 در صد و سودن یا قوت خود
 هر چه بگویند نختل کنم
 جام شوم زهر بلا بل خورم
 بر در دیو زه احمد برید
 شاه و گدار همه یکسان نهند
 لطف عزیزان پی در مان من
 گر همه دیو است درش خود گم است
 در دل شب مشعل سوز من است
 مونس من، محرم من، جان من
 خود تو بگو محرم این پرده کسیت
 چاشنی انداز شراب دلم
 شاید وسایق و معنی توئی
 پشت فلک چشمه جود از تو یافت
 ثابت و سیاره بی کار تو

خواهش این شعبده بازی تراست
 دیده بهم دوختن و سوختن
 ده که بود از چه عشق از کجاست
 ورنه مگو بیده خاموش کن

ای که سر عشق مجازی تراست
 بایت اول ادب آموختن
 بی ادبی راه نمود هواست
 گر سر انسل است سخن گوش کن

حکایت

لایق نظاره و دل خواه بود
 بر سر آن کان نمک رحمت
 رسته ز منت کشتی هر چه هست
 کرده حواله به ادب کار خویش
 غالیه عز و جل یافت
 ساخته از گرد تکلف بریش
 وز خم تعظیم بوسیده خاک
 صبح نگر و بزمین چون نهاد
 دست دماغ از کمرش هم یافت
 لعل شد و بر سر سنجبر نشست
 آمد وز خمی جگرش چاک زد

در طرف روم یکی ماه بود
 شهید و شکر را بهم آمیخت
 شانه و آینه فلکند ز دست
 در بوس زینت رخسار خویش
 عنبر احسان عمل یافت
 باد مسیحا پی نزد هست گریش
 سر و قدش در روش روح پاک
 ماه که سر حلقه بگردون نهاد
 چونکه بنفشه سر تعظیم یافت
 سنگ دوروزی بادب نشست
 سر و قفل و دم بیباک زد

کوه کن از تلخی تمسکین خویش
 غنچه نفس در قفس خویش کرد
 آخر گلبانگ تخیل گرفت
 ساده رخی رفت به مهانش
 آن صنم القصر ادب کش بود
 گفت که ای سیمبر این شیوه چند
 دست بمشاط گری باز کن
 گل به شب تیره منور که دید
 گوئی فلک این قدر آهسته نیست
 وقت کمالست نشستن که چه
 لازم خوبیت ستم کشیت
 زهر گیاه بکشد باک نیست
 شوخ ادب چون سخن بزم گفت
 کرد لب از آتش معنی بجوش

شیر بها یافت ز شیرین خویش
 چشم ادب بکشد و نفس پیش کرد
 دست کشاده دهن گل گرفت
 لب همه افسون پریشانش
 بر بد و بر نیک خویش اندیش بود
 نخل بر و مند توئی میوه چند
 گرمی باز از خود آغاز کن
 محشمی بی زرد گوهر که دید
 دیده خورشید فرو بسته نیست
 ختم زان نیست شکستن که چه
 معنی ناز است کم اندیشیت
 در نفس ما و تو تریاک نیست
 گرچه بر آشفته عجب گرم گفت
 گفته خرد نکته به نکته بجوشش

(۱) تخیل (۲) آخر مر نیست شکستن که چه (۳) ما (۴) سفت

مشنوی گنج ففر

کنم از گنجِ فقیر آگاه انبیا
 در آیم در سخنِ بسمِ اللہ انبیا

مثنوی

دُعا و التَّجَا

خداوند ای فقیرم راه بنمائی !

دُری زان رَه سوی درگاه بکشائی

دران افلاک کل آرامم یا بکم	کنازنا کامی خود کامم یا بکم
بشویم دست ازین شوریدہ قلزم	غنا در فقر و فقر اندر غنا گم
امانت دار دُر بای الہی	شوم در قعر دریای الہی !
گہی خود را احسان بینم گہی دُر	ز آشوب و ماخ پر تھمت
سکات بحر را در خود بینم	گہی زین ہر دو بالا تر گزیم
کنم داناں کوہ و دشت پر دُر	بخشش آیم از موج تفکر
ہم از خود بر خود افشانم ثاری	بگیرم در کف از دُر شاہواری

ز جوش سینه چون گردم سبک میر

بیندازم نبائی این کہن و یر

آغازِ گنجِ فقر

بیاباقتی چرازین گونه پستی
اگر دریانه خود قطره هستی

صدف چندی گرفته در کنارت	ز بی رنگی برنگ افتاد کارت
صدف بشکن زور پا گوهر آور	تو خود غواصی خود شو سر بر آور
عروسان طالب این گوشوار اند	برون آتا بیایت سر گذارند
یکی در پرده گفتار برخیزد	بگوشش نو عروس خوش در آویزد
اگر شد پرده ناز بیا چه پاک است	جمال پردگی بس تا بناک است
چون نور پردگی بیرون نه تا بد ^(۱)	کسی از پرده جز نامی نیابد
طلب بسیار شد وقت قبول است	بگویم گر چه می دانم فضول است

کنم از گنج فقر آگاه اینک^(۲)

در آیم در سخن بسم الله اینک

(۱) شتابد (۲) اندک

در توحید باری تعالیٰ عز اسمہ

بنام آنکہ دریائی وجود است
ز یک موحش دو عالم را نمود است

نمودی قایق آرننگِ خدائی ^(۱)	فرورفته به بحر آشنائی
چو انجم پرده را یکسو کرده	برون گشته پی اظہار پرده
ولی انجم پرست چند کوتاہ	نگر دیدند ازین اظہار آگاہ
ز استیلائی عشق نامقتید	فرورفتند در انجم محترود
شده در قید تا پاینده چسند	ہوادار فرو آئندہ چسند
بسی کھیاب می باشد درین کوئی	خلیل لا اُحِبُّ اِلَّا فلین کوئی
کجا آن عرقہ بکسر مطالب	کہ سر سید ز امواج کما کب
وجودش موجِ اللہی بسیار بد	ز اصل موج آگہی بسیار بد
ببیند موجِ حُسن و عشق یکدست	شود زین موج عالمگیر مست ^(۳)
نیک بکراست چہ نفس چہ آفاق	چہ حسن و عشق چہ قید و چہ اطلاق

(۱) جدائی (۲) در انجم محترود - (۳) با موج

عجب بجز است خود در خود شناور
 اگر علمی است از علم خدائی است
 درین معموره کثرت را چه کار است
 اگر قدرت و گر علم و اراده است
 همان اصل نسبت چند و چون است
 ز بحر جود او کونین جوئی !!!
 سُبُوئی نه که از جوهر کشد سُر
 سُبُوئی خاک و آتش را ندیده
 چو آب صاف خالی از کثافت
 لطافت عکس او را لایزال
 چه عکس است این قدر از اصل معر
 زبانی قدری که چندین بشود کم سخت
 همان بر وحدت خود پائی بر حساب
 ازین کثرت شریف و اعتبارش
 حوادث را بندانش نیست که باری
 بنام ایند و در یاری سمر

تعالی شانہ اللہ اکبر!
 خودی ہم کبریائی بادشاهی است
 ہمیں یک ذات و دیگر اعتبار است
 بظاہر نسبتی چند و فتادہ است
 زہر نسبت کہ میدانی بروں است
 ز جوئی لطف او آدم سُبُوئی
 سُبُوئی آب ز قار و شناور
 خدایش جملہ از آب آفریده
 شدہ ظاہر ز بیرونش لطافت
 نہ آن عکسی کہ از اصلت خالی
 چه نور است این ہمہ سبحان ذی النور
 ز بحرش قطرہ بیرون بنیادخت
 ز خود کرد این ہمہ کثرت ہویا
 وزین حیثش نشد ہرگز قرارش
 نیاید ہرگزش نو اعتباری
 تعالی اللہ زہی ملک مؤبد

(۱) پستی در زہی نوری یا زہی قدرت

ازین دریا نمیدانم چه گوئیم
 چون درمستی گرم تہی گرد
 چومن درمستی گرم تہی گرد
 خبر داران این بجز پشہ از نور
 قباب عزت اندر روکشیدہ
 در آن پردہ کہ دریا خاص خود بود
 چومن در موج دریا رہ نور دم
 چه گوئیم زیر چوگان ارادت
 چنین دانم کہ خود خواص خود بود
 گہی در فرق و گہی در جمع گرم
 بشارت باد بختم را سعادت

مناجات

خداوند ادرین چاہ نفس گیر
 خلاوت گیر دلہائی عزیزان
 سرمای سہر بسرخون ریزہ مردم
 ہمہ منتقا و ابلیس لعین را
 بسربازی رسیدہ نفس نامی
 قبولی گر چه از شیطان شنودہ
 همان ابلیس را فرزند بی قیل
 طلسم حیرت و زندان تزدیر ^(۳)
 فرج بخش و ماغ بی تمیزان
 مشعبخانہ پرمار و کثر دم
 نہادہ زخم جان نازنین را
 کشیدہ از می ابلیس جامی
 ز شیطان گوی رسوائی زبودہ
 خطابش قرۃ العین عزازیل

(۱) نقاب غیریت بر روکشیدہ (۲) چو (۳) حسرت (۴) ہمہ

ذاتش زاده دیو آدمی رنگ
 من بیچاره در دامن زبونم
 گهی در خشم گه در آرزو خوار
 گهی در خلوت شیطان کشد زخمت
 گهی در روی کارم پرده آرد
 گهی تا زوی کسب کمالات
 گهی این ناقبول از بس عداوت
 ز درویشی کند شرح و بیانی
 گه آید در سکوت و در تفکر
 که جاننش غرق در یامی وجود است
 زمانی در مناجات آورده روی
 که از بهر چه تخم زهد کارم
 ازین غافل که دنیا می لعین را
 یعنی دوست را پروردنتوان
 گهی در عشق بازان افکند روی
 آتش بارگی عالم از و تنگ
 درون چاه او بارش نگو نم
 میان آب و آتش دازم کار
 در ایوان سیه بختان زند تخت
 یقینم را تبار کی گذارد
 و بد نقدم بتاراج خیالات
 پی جذب قلوب آروارادت
 ز علم و شعر خواند داستانی!
 شود ابل ارادت را تصویر
 برون از خلق در عین شهوات
 ز فکر آخرت گردیده کیسومی
 سر لذات فروسی ندارم
 سپرده فساد کار دین را
 چه پروردی عبادت کردنتوان
 هوا دار تبار عنبرین می!

۱۱۱ دارم این چهار د. ۲، ۳، ۴، ۵ بازی افکند گوی

دل اندر دستِ نظاره نهادن
 بر آید دوش از زلفِ مجتهد!
 چو بنیادِ فتنه رفتار و قامت
 چه چشم پر خمار افتد و چاره نش
 کند مژگانِ خون ریز از کناره
 ز گاهی آتش افروز و جنون را^(۲)
 فسین از دولتِ تریاکِ حش
 شود افسانه روت و دماغش
 به تهمتِ های خون ریزار شود خیر^(۳)
 درین دکانِ سودا چند باشم
 غباری را که نهاده می اساکش
 نخست از خلوت افکندی بر روش
 فرستادی درین ظلمت مرا لیش
 به صد بیگانه سمرافرازه کردی^(۴)
 محبت نامه در جنبش نهادی
 متاعِ عقل و دین از دست دادن
 دران دامِ بلا گرد و مُقتید
 فراموشش شود و مهولِ قیامت
 شود آشفته روز و روزگار نش^(۱)
 به عیاری دلش را پاره پاره
 بسوزد خرمن صبر و سکون را^(۳)
 ز نخلستانِ خلد آرد و فتوحش
 دم سزدی بر افروزد چراغش
 نه دینش ماند و نی دل نه تدبیر
 باین آهنگ تا کی دل خیر باشم
 به لطف خویش کردی روشناسش
 بدین زیرانه کردی ز منموش
 شکستی خارِ محنت زیر پایش
 بچندین دیو و دهمسانه کردی^(۴)
 دبستانِ بلا را در گشادی

(۱) روی (۲) بار (۳) صبرش به یکبار (۴) تکلم های یا تبسم های -

(۵) هم افسانه کردی (۶) هم خانه کردی -

با ستادِ ہوس تسلیم کردی
 نسیمِ غمزہ سردادی بیباغش
 عنانِ عقل بگریختی زدستش
 طریقی عشق بازی را نمودی
 خود از ہر سو عبیر افشان رسیدی
 لباسِ مختلف پوشیدہ سرمست
 بحمد اللہ کہ مسجودم تو بودی
 اگر در دیر و گوی کعبہ بودم
 تو بودی حل چندین مشکل من
 ہمیں سمر گرم سو دای تو بودم
 اگر چہ این سخن مستانہ گفتم
 دور وزی کا ندہین بتخانہ بودم
 ولی ہر یک بر آوردہ دکانی
 در توحید بر رویکم کشادی
 وجود رستہ برقی گشت سوزان

بخدمتگارش تعلیم کردی
 دمی طرفہ دمیدی در دماغش
 بشیرین عشوہ دادی شکستش
 ولی نا کردہ کارش را بودی
 باندازی کہ می بالیت دیدی
 رہ بودی صبرش از دل کاژش ز دست
 حد را پر بود تا بودم تو بودی
 بتومی گفتم از تومی شنو دم
 تو بودی راحت جان و دل من
 بہر جا در تمنائے تو بودم
 غبارِ شرک چندین سالہ رفتم
 بسان سبوحہ صہد دانہ بودم
 بہر جا رنگی و ہر سونشانہ
 شعوری در دل رستہ نہادی
 نہ در خرمن صدر رنگ پوشان

(۱) پائینی کہ الخ (۷)، زکافی (۳) رویش

بگردن رفتم ز خود چون دانه از پوست
 و گردانی که من حق ناشناسم
 مرا بدوار، خود کن ترجمانی
 چون بی اعتباری خاک بهتر
 درین دریا که ناپیدا کنار است
 رهبری خواهم از یک جوش آهنگ
 غباری آیدم در دیده گستاخ
 دماغم خود فروشی می نماید
 درین فیروزه کاخ آدمی خوار
 توای مسکین نواز و بنده پرور
 چو در گور استخوانم را گذارند
 که من رنگ ریاضت نمانم
 مرابی حاصلی بایم تمام است
 بجایم زان شعور و نکته دانی^(۳۸)

بگشتم از میان دشمن و دوست
 درین معنی زار باب قیاسم
 انا الحق گوئی و سبحانی تو دانی
 ازین غش نقد مستنی پاک بهتر
 حبابی گرفتار و یزد چه عار است
 که هم تاجم بر اندازد هم اوزنگ
 نه از صحرای خبر یا بکم نه از کاخ
 مہی گرفتار پوده پوشش یا خوش آید
 غریب افتاده ام بی یار و غمخوار
 به جولانگاہ بیجانم در آور
 پی گفت و شنودم بر نیارند
 من و مادر و جو و خود نه خوانم
 عذاب گیر تر رسیدن کدام است
 تو دانی بکن کاری که دانی

(۱۱) زبوری خواهم از یک لب خوش آهنگ (۲) رسیدن (۳۱) ندانم من شعور الخ

حکایت

شنیدستم که می نالید پیری
 جنون در کار و کاسبی نه بود
 همان بیرنگی و بی اعتباری
 همانا بود اول می ربودشش
 سرشک از دیده می بارید می گفت
 که کس را تمنای محالی است
 مرا هم در دماغ آرزو خیزد
 که می دانم مرادم بر نیاید
 ولیک از قسمت قسام ذوالمن
 همین نابود خود می خواهد و بس
 چو در حشر از لحد بیرون کنم سر
 مباد آن دم شود از خود در شمار
 ز دنیا دوز عجبی گوشه گیری
 هوای خلوت دیرینه اش بود
 و مادامی فرودش بی قراری
 جمال خود نهانی می نمودشش
 شکاف سینه می خارید می گفت
 نهانی هر دلی را قیل و قال است
 بخاری می رود نو میدی انگیز
 ازین ششدر کشادم بر نیاید
 نصیحت ناشنود جانی است درین
 همین در آرزوی کاه و بس
 ز من بوی نه بیند اهل محشر
 ز نفسی نفیسم افتد سرو کار

بفضلت چون بهشت آیم خزان
غبارِ قصر و باغ از من برافشان
دماغِ خود پرستی نیست در من
نمیر بالا و پستی نیست در من
بلی آن را که چشم تیز بین است
ولی با دماغِ حسرت هم نشین است
بیرون از دوست آرامی ندارد
بخود قطعاً سرانجامی ندارد
من این طفل سخن نادان در خواب
پی آن نیز گیرم اندرین باب
زمانی حلقه این در زخمِ حسرت
کنم بند تعلق از همه سست
شوم همراه مردان اندرین غار^(۴)
متاع فقر را گرم خسریدار
بآتش درد هم رختی که دارم
قلندر وار آهنگی بر آرم
برهمنه از خود و فارغ ز پندار
ازین بازار بردارم سروکار

ز لوتِ دل ترا شدم نقشِ هستی

زمانی وار هم زین خود پرستی

(۱) و (۲) من و این طفل نادان در خواب و خواب (۳) راه گیرم (۴) بجزنگ (۵) کار

در نعت حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم

گرم فیض زل بجشد دل و دوست

که در ہم ریزم این نجانہ ہست

ازین اقبال یا ہم احترامی	کنم خاصان احمد را سلامی !
سرشک افشان زمین بوس ثنا گوئی	بسلطان رسالت آورم روی
چو در منظرہ اش روشن کنم رائی	دران نظارہ جاوید افتخام از پائی
تماشا را جگر بخشم کہ می جوش	تمتار ادهن گیرم کہ خاموش
بدل گویم سعادت ہم نشین ہمت	مقام قاب قوسین تو این است
جمال خواجہ معراج وجود است	قبولش ذرۃ التاج وجود است
نسیم جنتش پیک امین است	زمین خد متشش عرش برین است
چو در ایوان ما ز انعم مقام است	بہشت و حور و قصر اینجا کہ ام است
شنایش با ثنا خویش بگذار	تو نادانی زبان خود نگہدار
قدش می گوید ای من خاک پایش	کہ بی ہمتاست سرود لربالیش
سہی سروی ز بستان خدائست	ستون بارگاہ کبریا نیست

سہرائی کون دار و نور بنیش
 کلام روح پرورد مستنیر است
 همان عیسیٰ ازین دم بہرہ ور بود
 سرافیل است بجد خوان این درس
 زخش مرآت نور لامکان را
 کہ ہان درمن چو دیدی بیشک ریب
 درون پردہ من بودم کہ آدم
 جمال یوسف از من آب خورد داشت
 دلش آہستہ بان خود در ترانہ
 حریف راز دارم دیگر می نیست
 چنین دانم کہ امراہش کماھی
 عروس خلقش اندر شرح این سرت
 سہرائی حسن و خلوت گاہ عشقم
 صفات دوست را بی نقل و تحویل
 خدا جوئی کہ در من آورد روی
 ازین فانوس شمع آفرینش
 کہ روح القدس از وی بہرہ گیر است
 کہ در انقاس او چندان اثر بود
 نہادہ گوش در سامان این درس^(۱۲)
 صلا در دادہ بنیائے جہان را
 خدا بین آمدہ در پردہ غیب^(۱۳)
 ملک را شد بہ مسجود می مکرّم
 کہ عالم را جہان ز یروز بہ داشت
 کہ از تیر عجب دارم نشانہ
 نہال عشق را جز من بری نیست
 خودش می دانند و عالم الہی
 کہ نور قدس من پردہ نشین است
 ز من جو میدرہ من راہ عشقم
 منم یک نسخہ و یک نسخہ تنزیل
 بہ وفق سنتم گیر و تکاپوی

۱۰) کلام زندگی بخشش مشیر است (۱۲) بر آواز الخ (۱۳) آمدی ہم، چنان (۵) علم

بُرون از فکر و فارغ از روایت
 چو دپوش در نفس گرد و نفس گیر
 شود دانا به اسرارِ نهانی !!
 چنین فطرتش با لفظ چون در
 زیک جانب جمال دوست دیدن
 دل از معلوم خود آزاد کردن
 در تسبیح و استغفار بسیار
 چو در دل نور تحقیق آورد جوش
 ازان لب ^(۵) استغفار این است
 زبان اشک بر رخسار گلزار
 بُرون در داده اسرارِ نهانی
 که طغیان را درین کشور گذر نیست
 چه عشق از نامرادی بار گیرد
 بیک یک ذره اش صد گونه راز است
 همین بس که بفرستم سلامی
 درین حیرت ره بهبود یا کم
 بمن کرمته یا ذاکر المکارا م

منم در گوش جان گویم حکایت
 من از وی بر کشم چون روغن از شیر
 بگیرد لوح محفوظ معانی
 سخن گوید که جانکاهست در خور
 زیک سو بار استغنا کشیدن
 طلب را در مجال ارشاد کردن
 خبر دار و ز راه بندگی کار ^(۴)
 حساب بندگی کرد و فراموش
 هم از مستغفرین شوکار این است
 حدیث عشق بازی کرده تکرار
 شده سرگرم این گوهر فشان
 درخت عشق را جز فقر بر نیست
 بر و مندی ره نایاب گیرد
 فرود آخامه کین منزل دراز است
 که کارم گیر و از وی انتظامی
 روانش راز خود خوشنود یا کم
 علی خیر الوسی صلی و سلم

(۱) منش (۲) فکرش (۳) گوینده (۴) خبر گوید که دارد بندگی کار (۵) نیز (۶) آب

مخاطبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بیای آرزوی سینہ چاکان

مرا از سن بچانای بیفشان

درین بستان اگر خاری شود کم	کدامی مرغ خواهد داشت ما تم
درین گلشن اگر بزرگی شود زرد	که خواہد خاک بر سر کرد ازین درد
چه خواهد شد اگر دریا بجوشد	نقابی بر سر یک قطره پوشد
فلک گرتند بادی را نگارد	کنزین محفل غباری را بر آرد
بیای نوح طوفانی بر انگیز	باین خاک مونس آلود و بستیز
اشارت کن بیوج پر طلاطم	غبار شکر از روی زمین گم
فرود آئی کلیم اللہ ازین کوه	تجلی کن باین فرعون اندوه
عصائی اثر و صامت بجنابان	نمود چند را نا بود گردان
نمای خواهد بود کی طالی	بسیجوں بر برین شوریدہ عالی

۱۱۱۱ زین (۲۱) شبیون بر سر اف

بگفت آدر زبان گو ہر افشان
 یکی روی جهان افروز نمائی!
 ہتی را گری بازار بشکن!
 بکن دکان این شیطان مشوش
 سرگردن کشتی در سجدہ آور!
 گرفتہ ناکس و کثر مثر بیانم
 نقاب کبریا انبیش بردار
 درین دید کہن بہتہ مشکستی!
 فسون اہرمن نابود کردی
 ہتی دیگر درین رہ خورده گردان
 بسی رخت ہدایت بی رواج است
 من اکنون خود سپند این متاعم
 بسی جہتم درین نابود گشتن
 دلی دارم کہ خوبی را غلام است
 چہ در بای ملاحظت بر نہند جوش
 چہ در عشق تو جان فرسائی باشم
 غبار ہوش از مغزم بر افشان
 حجاب ماہ و رشک روز نمائی
 ظل در طاق این کسب ہی بر فلک
 بہم ہزن بساط آب و آتش
 ابو جہل ضلالت را ہزن سر
 محمد را رسول اللہ دانم
 مرا ہم مندرج در امتی دار
 دل چندین صتم خواہان بخستی
 ہدایت را سپند و دود کردی
 صنم خواہد کہ را دل بر نخبان
 درین دکان سپندی احتیاج است
 نہ ایک شعلہ در ابنتیا عسم!
 نہ تو گرمی و از من و دود گشتن
 بانکہ جلوہ کارش تمام است
 کنم کیبارگی خود را فراموش
 کد ام من کہ پابرعائی باشم

حکایت

چو سوز عشق در مجنون اثر کرد
که دل از بند خود یکبار برداشت
تنش سرگرم خوابش زنده می بود
علم بیرون زد از سیایش آن درد
فغان برداشت بیداد تظلم^(۱)
همه یکدل تهمدیرش و دیدند
نخست از مرد می و خوش زبانی
ترحم را شفیع خویش کردند
شب مجنون و بیدارش گفتند
همان کاهیدن و خواری نمودن
از آن سر بسته غم تعبیه کردند
دل مجنون در آن مجمع خبر داشت^(۲)

تمتای دران دیوانه سر کرد
نه از راحت نه از کاهش خبر داشت
دلش از زندگی شرمنده می بود
عزیزان را و خویشان را خبر کرد
سراپت کرد در دلهای ترحم
ز رو تیغ و زبان بیرون کشیدند
فرستادند لختی آرمغانی
سهر عجز و فقیری پیش کردند
سر شک خویش خوینواریش گفتند^(۳)
همان زاری و بیزاری نمودن
بصد سئوین دلی تفسیر کردند
دران ضد پروه خود آهنگ داشت

(۱) کاهش (۲) پیمانش (۳) فیضان (۴) کردند (۵) سر شک خون خوینواریش

کردند (۶) دلی (۷) گذر

وگرنه رازِ غمِ خرم نندارد^(۱۱)
 سخنِ قصه در گرمی در آمد^(۱۲)
 بمیدانِ مروت خشن رانند
 که بار نیست تقصیری درین باب
 کنتم اینک رخ لیلی همسایا
 خود آن بیچاره سببِ خویش است
 حدیثِ عشقِ هر بی غم نندارد^(۱۳)
 عزیزانِ صنم را در خور آمد^(۱۴)
 به تسلیم و رفاگو هر نشانند
 ولیکن تاب^(۱۵) می باید کجا تاب^(۱۶)
 ولی پوشی ز مجنون با پیر اینجا
 خود اینون خود و هم خواب خویش است^(۱۷)

حکایت

بر آمد پشه از بادی چو دل تنگ
 سلیمان باد را احضار فرمود
 در آن پشه اگر چه ظلم ره داشت
 دو قومی بیوقوفی ناخبر و مند
 بهم در ساختند از فکریت خام
 ندانستند مجنون را که مست است
 دل دیوانه اش در قیدِ عشق است
 عروسِ عشق هستی بر نتابد
 بدان سلیمان بی باقی بزد چنگ
 حضور باد بود و پشه بر بود^(۱۸)
 ولی نه از غیران سخت سیه داشت
 فرو گفتند ازین سان قصبه چند
 نفیستند عشق بی سر انجام
 ز سر مستی هلاک آن شکست است
 ز سر تا پا وجودش صیدِ عشق است
 نسبت خود پرستی بر نتابد

(۱۱) ندانند (۱۲) ندانند (۱۳) در آید (۱۴) در آید (۱۵) باب (۱۶) انون (۱۷) پد

رجوع بہ مخاطبہ زمین حضرت سید المرسلین صلعم

من از خود سیرم ای مقصود و جانم
 برم سرمایہ از خلق عظیمت
 شکست افتد درین مشیت محیل
 ازین ہرہ کہ بر سر دیدبان است
 بہر جا عشوہ انگیزی گذر کرد
 بہمستی دیوی ناخوشا ہنگ
 بنوحیدم بڑا اندازد کہ بر خسیز
 بہر جا جلوہ گر اعلیٰ وجود است
 بہر سو پیکر اعلیٰ است پیدا
 ہمان نور است بی تاویل و تمیز
 معاذ اللہ چنیم گر گزارند
 فسون اہر من از جان پذیرم
 ہر دن آکامین غبار از خود نشانم
 بگیرم قوت جاوید از نسیمت
 حواس سہ کشم گرد و معطل
 چہ ظلمتہا کہ بر جانم روان است
 در ان خرہرہ آشوبی اثر کرد
 زمانم فکر تم آرد فرا چنگ
 درین صورت بمقہودے در آویز
 نمودی چند چندارم نہ بود است
 چہ اسلی و چہ شیرین و چہ عذرا
 سخن گوئی و زبان بند و دل آویز
 در عیم بر و پوشیدہ دارند
 مقام و ہم خود را عین گیرم

۱۱، زمانی فکر تم یا ز ما ہم فکر تم (۲) در (۳) جلوہ

بکف بگرفته شمع از راه اُفتسم
 نیار و نزد دنیا جز حقارت
 بدسم علم تو حمید از خبیرم
 ولی رسمش به تریاکی ندانم^(۲)
 گرفتم عین تو حمید است عالم^(۳)
 چو لور ذات بردن حمه آرد
 دران موطن که ذات آرام گیرد^(۴)
 ولی علمی است دروی مندرج حال
 چنین دل گریه و هم آمد غیبیت
 ازین معنی بهر صورت زند است
 کند یار از درون پرده فریاد
 هنوزم رخصت دیوانگی نیست
 نمی دانیم چینی اندرین ره^(۵)
 نباشروع گر اندک جمال است
 چو قهر حق ببنی گوشه گیر!
 ترا در قید صورت کار خام است

بنا دانی و کوری و رچه افتسم
 نظر ما کرده و عوٹی بصارت
 دران کشور بسی روشن ضمیرم
 باندک نشه باکی ندانم^(۳)
 ازان جوش است چندین قیل و قالم
 کجا تفصیل اسما را گذارد
 دل از علم صفا نش کام گیرد
 سیر آمانی و بنیاد اعمال
 گمانی بعد از وی بی سبب نیست
 که باشد گرم از جام صفت مست^(۶)
 که وقت عاشق شوریده خوش باد
 طریق شرع جز فرزانی نیست
 برون از شرع و نیکی عاشا لشکر
 در او مضمربسی قهر و جلال است
 ادب انیست باقی مکر و تزویر
 به مطلق رو مقید نا تمام است

(۱) شمع از راه اُفتسم (۲) شاید (۳) شاید (۴) عالم (۵) جان (۶) خورد مست (۷) نمی دانم خبیرم انم

چو در بحر وجود از خود بر آئی
 جو فردا باطن^(۷) از ظاہر بر آید
 بر آید آفتاب از چپ راست
 تو اکنون خاطر از هستی به پرواز
 عدم شو کاندر آن مرآت نور است
 امانت دایر جانان جز عدم نیست
 همیشه خلوت از کونین دارد
 بجو لا نگاه دانش را سخ آئی!
 در مقصودت از هر در کشاید
 همه دیدار گردی بی کم و کاست
 ازین آئینه رنگ^(۸) خود برانداز
 جمال دوست را انجا ظهور است
 عدم در عرصه لوح و قلم نیست
 از آن سرمایہ نور عین دارد

خطاب به دل از حسرت بازماندگی از مطلوب

دل تا چند ازین افسانہ گفتن!
 چو بلبل در قفس رقص بودن
 دی نقاش لوح باد گشتن
 گهی در خود فروشی ره سپردن
 گهی چنگ حقیقت ساز کردن
 خود اندر کثرت از بس سست رانی
 ز خود گنج دو عالم را نهفتن!
 هواخواه هوس را خاص بودن
 زمانی از هوای شاد گشتن^(۹)
 بر سوائی متاعی پیش کردن^(۱۰)
 ز وحدت قصه آغاز کردن
 چو کثرت ہرزہ گرد در وستائی

۱- دانش (۷)، ظاہر از باطن الخ (۸) رنگ (۹) این (۱۰) در هوا و شاد گشتن (۱۱) بودن (۱۲) به

زبان دریندوراه سینه بکشائی!
 میا بیرون که با زارت کساد است
 ازین مُشیتانذ بذب بند بگسل
 گرتی پرده نور لامکان را
 بدون از فکر واستدلال و تعلیم
 ز دست موهبت ایمان گرتی
 ز هر صناعی بصانع راه بروی
 محبت مقتدائی راه گردد
 شو و دور تسلل پائی بندت
 شوی گبه از طبائع پائی در گل
 چو جسمانیه درو هم آوری روی

یکی زین باد پیمائی فرود آئی
 فرور و گر ترار فتن مراد است
 جهان فانی است برفانی منه دل
 چو بگسستی ز خود بند جهان را
 شدی در پرده تصدیق و تسلیم
 سبق از علم الرحمن گرفتستی
 چو در بحر یقین خود را سپردی
 دلت ز ان بی نشان آنگاه گردد
 ز راهی گر نظر افتد گزندت^(۱)
 گهی اند نجومت^(۲) داغ بر دل
 گهی فکرت به تعطیل افکند گوی

حکایت

همان بر سواده لوجیه مدارش
 بران صدق مجتهد ایستادن

زهی نور یقین و انانی کارش
 دل اندر مخبر صادق نهادن

(۱) ز راهی که نظر الخ (۲) نجومست

ز تاثیر محبت مسست گشتن
 ازین صدق و محبت نیز رستن
 دگر ره نمر بر آوردن ز دریائے
 با حکام شریعت نمر نہارون
 بکلی از مراد خود بریدن
 بطور عقل و ایمان راہ بردن
 عجز آسان ساز هر چون و چرا دور
 جمال قہر در و مواس دیدن
 عدم خواران ز مستی تمہ دلہ و دن
 رہی بی راہ روا نجانہ پیدا است^(۴۰)
 بیاد دل زخت زمین تجانہ بردار
 زمانی در تحیر لال نشین!
 کہ از قلب سلیم آمد سعادت
 ز نفی اثبات ۱ کلا اللہ یابی
 دم آخر ز تجدیدت گذر نیست
 ز طور عقل خود بین در گزشتن
 بسان قطره در دریا شکستن
 حباب آسا و لیکن پائی برجائے
 زمین استقامت بوسہ و ادن
 نقاب نیستی بر رو کشیدن
 بایمان کار ایمانی سپردن
 بکل مقبول و بی تاویل منظور
 بجد و اہتمام از وی بریدن^(۴۱)
 ز رنگ خود سراپا برد و بودن
 قلند گشتن و تفرید اینجاست
 رہی کت شرح آن دادم بدست آر
 برون از فکر و استدلال نشین
 سعادت نیست جز نفی ارادت
 بایمان مجد در راہ یابی!
 ز استدلال و فکر انجانہ نیست

۱۰، شدن ز ایمان بی تاویل امور در ۲۲ بجز اہتمام ۱۰ خود ۳۰: ز رنگ خود و سر برد و بودن ذمہ اہمید است

بود تجدید ایمان انجذاب بی
چو هر دم می تواند بودت آخسر
که از من ربکبت گرد و جوانی !
درین تجدید ایمان باش حاضر
مکن تاخیر فی التاخیر آفات

داستان

شبی خوشدل تر از روز جوانی
در آمد بیک امیدم دلاور
سرم در خواب و دل در کامرانی
نسیمی یافتم مقصود پیر و ر
بسیامی سعادت دید لبناخت
چه خوابه مخزن اسرار را دید
لب اندر معرفت گوهر نشان داشت
بگفت آن شاه خلوت گهر راز
گاهی از حسن صورت سر بر آرد
مغنی گردان وی گرم بازار
برون از جان و تن در خود سفر کرد
پی مقصود خود از خود سپرداخت
ز چشم غیر نهانست اینست
ظلمی لازم آن نامور داشت (۴)

(۱) که از تو کتب الخ (۲) دیده بشناخت (۳) شمار جان و شمار تن بنداخت (۴) ساخت

چو در انوارِ گل شد محو ناچسبند
 ز خود بگذشت و گویِ مردمی برد
 کد امین ظلم ازین بسیار باشد
 تکبر نیز وصفِ ناگزیر است
 نهایت رفت و آمد بی نهایت
 در آن شب کز نسیم بخت بیدار
 پی صورت پرستی خاص بودم
 بر آمد سالها کین خواب دیدم
 ولی زان باده خالی نیست جام
 هنوزم اندران بازار راه است
 کنون دست من و دامان خواجہ
 چو در اول ہدایت از تو دیدم
 گیاہم پرورش دید از نسیمت
 امیدم بود کاین خاشاک نابود
 در آن نابود یا بد استقامت
 بہم بر زد و کان و ہم و تمسیند
 امانت با امانت خواہ بسپرد
 کہ بندہ بے صفت بیکار باشد
 مقید خود بنا چیزی اسیر است
 چہ کبر است این مبرا از خیانت
 ز بوی معرفت گشتم خبر دار
 باندک رنگ و بورق خاص بودم
 بار شادی کہ می باید رسیدم
 هنوز آن جلوہ را از جان غلامم
 هنوزم دل گرفتار نگاہ است
 مگر رہ یا بجم از احسان خواجہ
 نہایت در ہدایت از تو دیدم
 قوی دل بودم از خلق کریمت
 در آن دریای آتش بر کشد دود
 وجود خواجہ ماند تا قیامت

(۱) عاجز و بیکار باشد

بُرُون ماند همین نامی ز خاکشاک
 عنایت اینقدر باز و میراست
 باین خواری که می بینی نشاندی
 تو خوشن بشی در ایوان کرامت
 با ستغفار و یارب الیتا دم
 پسند آری باندک عذر خواهی
 کیم سامان امید و طلب بود
 نبور غیب دیدی آنچه دیدی
 نشاندی در و لم نخلی ز تجرید
 فرد ناید سرم در هر دکانی
 کزان معنی بیابم و نتوازی
 گره با بسته دارم جمله بکشا
 نیسی محتاج و بسیارم طلبکار
 شکستم از خماری بی نصیبی است
 کجا این بار محنت را کشایم
 سلیمان ز باندان از که پریم

شود یکبار ه از پندار خود پاک
 چه دانستم که استغنا دلیر است
 مرا یکبار ه اندر راه راندی
 گرفتادم ز راه استقامت
 من انیک در ظلمنا سر نهادم
 چه باشد که تو اخلاق الهی
 در اول هم قبولت بی سبب بود
 مرا بخود بسوی خود کشیدی
 ز فیض آن کشش و ز لطف آن دید
 جز آن معنی که صاحب بر آنی
 مرا خود نیست چندان سرفرازی
 یکی از اوج عزت خود فرو و آ
 بخاک پایت ای فرخنده دیدار
 فرو افتادم از بس غیبتی است
 نمی دانم کد امین سو بر آید
 ازین عنقای پنهان از که پریم

۱۱، گر تو اخلاق الهی (۲) از خود

حکایت

زینخارا جو در خواب سپید روز
 نمی دانست کآن مہ را چہ نام است
 ولی در بند غم کاہیدہ می داشت
 ہمیں در وہیں سوز و ہین ریش
 خیر نایافتہ جان در تقاضا
 از ان حیرت بسی افسردہ می بود
 چہ در مصرش نشان دادند برست
 درین سودا کہ افتادم بدامش
 نہ آن خواب ہم کہ یوسف را نشاید
 زینجا وار سردم در تاملت
 ولیکن یوسف من بس غیور است
 بریزم نقد بنیائی درین خاک
 جمال یوسفی آمد جگر سوز
 مقام خاطر افرودش کہ ام است
 دمانی در ہوا شوریدہ می داشت
 نہ از معشیتش آگاہی نہ از خویش
 برون از شمش جہت دل در تاملت
 فرو افتادہ چون مُردہ می بود!
 دل از حیرانی و جان از جنوں برست
 نہ یوسف می شناسم فی مقامش
 نہ آن گو شمم کہ پیغامش کر آید
 نگرد خواب بنیم روی یوسف
 قبول چون منی بسیار دور است
 شوم در بہت شکستن چست چالاک

راہ خوابم (۲) رخت

ز رعنائی و خود مستی بر آیم
گدائی ره نشین گروم درین راه

بهر خواری که باشد در خور آیم
که یا بکم یوسفی را گاه بی گاه

مناجات

خداوند مرا از من برون بر
نمود من که ز پوش وجود است
چو از نور هدایت بالی پریافت
فرود آمد تحقیق سیاست
ازین همان غیبی نور ایمان
شهود از اوج عزت پست تر شد
شکستی یافت با چندین مراتب
چو پی در پی شد آن نور شهادت
رمیدند این دوسه مرغ خوش آواز
کنون در خود که می بنیم و حیدم
چو کار را بنجا رسید ای اصل هر کار

دران فقرم که می دانی فرود بر
زبان بند و صد گفت شنود است
نخست از اسم المؤمن اثر یافت
بخلوت گاه ایمان و ارادت
در خشتان شرح بقیس از سلیمان
بسطان ارادت تاج سر شد
طلسم ممکن از انوار واجب
بیک بار از خود افتاد این عمارت
بقصد لامکان کردند پرواز
نه مؤمن نی مریدم نی شهیدم
بکن نوعیکه دانی جلوه در کار

(۱) خود بینی (۲) که یا بکم یوسف خود را بناگاه (۳) سعادت (۴) بانخت در

کنون دارم بجائی آن عبارت
 ازین برقعہ کہ مرکش بادور کار
 عروسان گاہ گاہی برقع انداز
 بر افکن برقعہ و در جلوہ آئی
 در خواہش ز بی باکی کشودم
 نقابی بر رخ این ماجراکش
 نہادم دل پیر نوعی کہ باشتم
 پریشان برقعی بانہد خسارت
 بدستِ نفس و شیطانم گرفتار
 برون آیند در جولانگہ ناز
 عروسانِ جهان را پردہ بکشائی
 درین معنی دلیری ہا نمودم!
 خطی بر روی این چون و چراکش
 تسلیم آدم و الشرا علم

بیان نسبت حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی قدس سرہ العزیز

دلی کہ چشم ہر بینندہ مستور
 برون از خود مقامی برگزیند
 کند در سینه گوہر نشانی
 دلش آئینہ نور رسالت
 چو زین دید فنا بیرون کشت
 بنقید از خود و بالیست خود رسد
 ز بس آثار جذب دوست بنید
 ز اخلاق نبوت ترجمانی
 شود فرزانہ دستور رسالت
 زند در کشور وارستان تخت

(۱) عبارت (۲) نقابی (۳) در سند

شود سلطان جان در پرده او
 چه صادق رُو ازین ویرانه بر تافت
 چه طیفور اندران منزل پرافشاند
 همان در نقشبندی بی کم و کاست
 بظاہر پیرش از میر کلال است
 علی الاطلاق رشد از پیشگاه است
 نموداری است نقش آدمی زاد
 ولیکن سنت التذکرت جاری
 هدایت بخش رو آورده او
 دل طیفور زین می چاشنی یافت
 دو اسپه خرقانی از پیش رانند
 نسیم تربیت از رفتگان خواست
 پیر غیب و انش اتصال است
 علی الحق مُرشد مطلق الہ است
 خدا آباد میدان آدم آباد
 که مخلوقی کند این پرده داری

حکایت

زینچاقون لوامی یوسف افراشت
 نخست از بقراری پرده برداشت

ز خواب و خورد و فارغ شد و جوش
 که از کس بشنود نامی و حامی
 چون گل بقراری بارور شد
 ز نام و منزلش آگاه گردند
 تمنای جز این در سر نبودش
 ز ند در جستجویش دست و پای
 لضر عہدائی پنهان کارگر شد
 مرید سیر و مرید راه گردند

(۱) گردید (۲) پیر (۳) گردید

بدد در کارش از راستی بر آمد
 بمصر آمد دلش از شوق پر جوش
 نظر چون در عزیزش رنہم چون شد
 فریب روزگارش تنگدل ساخت
 فرو باریدی پایان نگر گے
 ز کوه رنج سیلے قد برداخت
 بر آمد تیغ برف برق بیدار
 ز یخ را در آن صحرائی خونریز
 جہاں تار یک شد چون تار گیسو^(۷)
 چو ظلمت بست چشم از این و آتش
 ز تاثیر نگاه جبار و امانہ
 دلش کز تیر مشرکان پر آورد^(۸)
 پرواز آمد آن مرغ ہوس گشت
 بغیب افتاد با یوسف دو چارش
 مرادش را بصد جان یا آورد^(۹)
 ہوائی وصل ہم خواب ہم آغوش
 بلا از یک طرف چندان برون شد^(۱۰)
 سلوکش از محبت منفعل ساخت
 ز باغ آرزو نگذاشت برگے
 نشان عشرت از عالم بر انداخت
 بخرمن گاہ شادی دست بکشاد
 غسی افتاد در چشم آفت انگیز^(۱۱)
 تبارکی در آمد چشم حساد^(۱۲)
 نظر افتادہ بر خود ناگہانش
 دلش شد تیر محنت ز انشانہ
 بی نظارہ چشم دیگر آورد
 ز اقلیم شہادت حسرت بگذشت
 سروش غیب کرد امیدوارش

(۱) بدد در کارش یا پدید در کارش (۲) ما در (۳) دل از شوق الخ (۴) فزون شد

(۵) بھی باریدی الخ (۶) آتش انگیز (۷) گیسو (۸) جادوش (۹) الفت (۱۰) ترکاں۔

ده آن امید روز چندی بود!
 سوئی غیبش دری بکشاده بودند
 خبر می داد چشم غیب بنیش
 چه از نور لقیقین بهوش می گشت
 عروس غیب می گفتش که ای مست
 همان در گام اول با تو بودم
 تو با غم می نشستی غافلانه!
 چه باز از خود خبر می یافت می سوخت
 هوس می داشت کین چشم وفا کیش
 بی بر زده مشتاق جمال است
 بناگه جذب عشقتش کار گر شد
 چون ملک مهر از او شد گرم بازار
 ای صبا جان در خرداری در آمد
 شد از سرتازه آشوب جزنش
 حجاب چند پیش مقصدش بود

بان^(۱) یو گه گه بهر خود سندی بود
 در آن در دیده بهنهاده بودند
 فزون می کرد هر ساعت لفتش
 به یوسف دست در آغوش می گشت
 چه حاصل شد ازین سیرت بی دست
 بتو هر لحظه خود را می نمودم
 تهی از دلش و از من کرانه
 بر آن در دیده امید می دوخت
 بدون از پرده بنید و لبر خویش
 بهر سر آرزوی التماس است
 ز کنعان ماه کنعانی بدر شد
 ز لیلجا شد^(۲) ازین معنی خبر دار
 بکار از طلبگاری در آمد
 بمقصود دیگر شد ره بنویش
 نظر با لجام در نیک و بدش بود

(۱) بان بوی بوی انور (۲) گشت

چو گشت آموزگارش مُرشدِ کل
 بدست آورد تحقیق تو کل !
 روانی یافت جنس ناروانی
 نمانا گیر شد دست گدائی
 سبب می دید چشم خام کارش
 نبارد و عشوه می برد اختیارش
 خرامان گروی و آئینه بینی !
 خود آرائی و رسم ناز بینی
 غل می داد آئین طلب را
 زبان می کرد عشق بوالعجب را
 جوانی و جمال و پیش انداخت
 سر بیای تخیل جمله انداخت
 مہتی زانجمله سنگِ راه او بود
 حجاب جان یوسف خواه او بود
 نمودندش که سنگِ رامت اینست
 نظر بند دل آگاہت اینست
 تو بند سیر و یوسف بند سیار
 ازین نابخسیت سرد است بازار
 غرض تعلیم علمی کرد تا سید
 بیایہ پایہ تا ایوان تو حمید

التجا و نیاز مندی بحضرت خواجہ بہار الدین

محمد نقشبند خواجہ عبد اللہ احرار

ہموز ایوان استغنا بلند است

مرا فکر رسیدن ناپند است

مگر ای خواجہ اندازی کمندی
 شوی صیاد چون من ناپندی

۱۷، نبارد عشق می برد لہجہ (۱۷) تخیل (۱۳) غیبش

بسی امید بی بنیاد دارم
 شکار لاغر می اعتبارم
 کشادیهایی بازارم یقین است
 زمانی حسبه لثه بر خسیند
 قبولم کن که اقبال تمام است
 قبول تو قبول نقشبند است
 دو چشم و نور بنیائی یگان
 وگر باشد تفاوت بس شبیه است
 بدور و شن چراغ سینه است
 در آن پر شور چشم جادوان
 همان یک خواجه در گفتن تمام است
 بهاء الدین زنی نقشی بلند است
 ز بانم پر شکر زین نام با دار
 مراد در بندگی چون پائی بند است
 بسین در بندگی ای خواجه یک
 درین دو خواجه و بندم یکی شد
 که نه مردم نه استعداد دارم
 متاعی کت قبول افتد ندارم
 اگر کارسیت لثه فی الثرائین است
 باین در خاک و خون افتاده تیر
 در آن اقبال کارم را نظام است
 که در وحدت نه چونی و نه چند است
 نمی بینم تفاوت در میان
 که دانم الولد ستر ایه است
 تو چشمی و جهان آئینه هست
 عروسی نقشبندی که و خان
 عبید اللہ بهاء الدین چه نام است
 عبید اللہ چو گویم نقشبند است
 و لم زین فکر شکر کام با دار
 بغیر از خواجه گفتن ناپسند است
 که ات الفقر می دانم هو الله
 بخارا و سمرقند می کشد

(۱) کشادیهایی (۲) چراغ از سینه (۳) که الفقرا ذات الله هو الله

بخار اگر نه رفتم عذر این است
 درین ره عذر خواهی دیگر نیست^(۱)
 چه خاکم کاین چنین سودا بگیرم
 چه میدانم که خورشیدش کند یار
 همان عذر تو بهتر از گناه است
 شفیع خواهی احسرا گردد
 مرزین در دلی در مان بر آرد
 ز اقبالش دل آگاه یا بم !
 بهار الدین که دین شد از وی باد
 بجز به بایزیدش آستان روب
 جمال مصطفی را آئینه دار
 سوار دهن بر آبی قد ساعی الحق
 مکن تاویل خواجہ نقشبند است
 نمودش بر زخی دان در میان

سمرقندم بهار الدین نشین است
 قومی دانی که عذر بهترم نیست
 معاذ اللہ که استغنا بگیرم
 ولیکن ذرّه^(۲) در ظلمت آباد
 سخن کوی تو کرم خود عذر خواه است
 وگر بختم درین ره یار گره دو
 زبان در گوهر افشانی در آرد
 برون از خجالت آنجا راه یا بم
 ابو الوقت در عالم قطب رشاد
 زمستی در جنید افگند آشوب^(۳)
 پی تسکین مشتاقان دیدار
 در آن آئینه می یا بم محقق
 فتانی اللہ خواجہ لبس بلند است
 غلیظ بود حق را در زمانه

(۱) برترم نیست (۲) در میان ظلمت آباد (۳) که (۴) زنت

حکایت^(۱)

چنین گویند و انایان اسرار
 که معشوقِ ازل در هر شعوری
 سر هر ذره بینائی جمال است
 شهود دوست بهمان هردلی^(۲)
 مدار بودش از نور شهود است
 ولی افکنده به جانشن جابی
 شده بنیاد این دید از گشتن
 نهاده اصل آن بازار نزویر
 سر اسرزنگ این مرات علم است
 ز آسب خیال و فکر و وسواس
 چون در دخت^(۳) مقبول در گاه
 کشش دست^(۴) تطاول بر کشاید
 ریا عین بوس پند مرده گردید^(۵)
 ز اصل و فرع هر معنی خبر دار
 ز غمازان نهان دار و ظهوری
 دل هر قطره دریائی کمال است
 هوائی وصل هر بی حاصلی را
 شهودش مایه چندین نمود است^(۶)
 گرفتاری بهر غماکی و آبی !
 پی هر رنگ و بو طفلانه گشتن
 نقوش علمی از هر سو نظر گیر
 سراپا کشید آفات علم است
 رود بر باد حسرت گنج انفاس
 شود در نور و در ازل معالشر
 کزین دیرانه اش خواهد رباید
 طلبکاران چنین افسرده گردید^(۸)

(۱) در تحقیق و بیان مراتب سلوک (۲) همان مانوس از نور شهود است (۳) پایه (۴) (۵) این (۵) بسته (۶) کشش (۷) اگر دند (۸) گردند

این (۵) بسته (۶) کشش (۷) اگر دند (۸) گردند

بجولانگاہ این دل مرده چند
 درین تجرید بکشاید جنبش
 قوی تر گرد آن حزنی که بودش
 درین غیبت که بوی غیب یابد
 ارادت سرزندگی خواست از وی
 بپا روی ارادت بر در جیب
 در آن مستی بغیب افتد گزارش
 چو در نور شهود از خود بر آید
 بگرد حاصل بار امانت
 در آن مشهد فقر آرام یابد
 در آن دید جمال بی نهایت
 تکبیش ندارد هیچ کاری
 یقین آن دید آن شورش از آن سوست^(۳)

همین خود مانده و افسرده چند
 بر افروز درخ علم الیقینش
 فراموشی در افتد در وجودش
 نسیم شاہد لاریب یابد
 بر ذوق نشست خواست از وی
 که تنگ آرد بر معشوقه غیب
 شهود دوست گیرد در کنازش
 سعادت راوری دیگر کشاید
 بیار دآن امانت بی خیانت
 ز جلاب قناعت کام یابد
 بگیرد شورش بی حد و غایت
 در آن آرام نبشند غبار می
 درین مسکن نمودی از تو گویوست^(۴)

بیان عقاید دین شریک اسلام و یقین

بلا خواهند جذب الهی
 نخستین شرط این سودا یقین است
 تمنا دار فضل باد شایان
 دوم سرمایه این دین است

(۱) بر (۲) درین (۳) یقین آن دیدن شورش از آن سوست (۴) مسکن

سوم پاکیزه تخم این زراعت
 عزیمت رونق کردار گردان^(۱)
 چهارم خدمت سلطان دینی
 به تقلید سلف تحقیق دیدن
 زبانتاش گُل مقصود چیدن
 نهادن بر خود و بایست خود بار
 شود زین چار عنصهر جان طالب
 ولیکن شرط چارم لازمی نیست
 بسامرغان که علوی آشیانند
 زحسن طالع و از لطف باطن
 رو سنت بچالاکی شتابند

رفیق سنت و راه جماعت
 بروی زاسیب خصلت کارگردان^(۲)
 قبول خاطر مسند نشینی
 قدم از جاده بدعت کشیدن
 بزیر سایه اش از خود رمبیدن
 مرادش راشدن از جاں پرستار
 به نفع روح ربانی منتاسب
 به فقدش سد باب محرّم نیست
 اویسی مشرب و غلیبی زبانتند^(۳)
 گرفته گوهر از اصل معاون
 نصیب از خواجه کونین یابند

(۱) کردن (۲) کردن (۳) عیسی

در بیان استفاده و تربیت معنوی از روح پر فتح نبوی

شنیدیم که مشتاقان در گاه
 خصوصاً کاشف راز نهانی
 بخلوت در بدایت کارش این بود
 که بودش روح جان نام اویش
 اویش آسا از آن بحر عنایت
 کیم من کین هوس گیر دوام
 دل از ذکر او لیسیم شاد گردد
 درین ره قدر خود چندان ندانم
 ز بانم زین تلفظ گر چه بند است
 دل اندر شرم و جان سمرگرم این است
 قبولش گر بیاید در افادت
 درین سوداوری دیگر کشایم
 شفیع آرم روان دوستانش
 طلبکاران سترلی مع الله
 ابوالقاسم چراغ گزگانی
 انیس خاطر افکارش این بود
 که باشد شرب از جام اویش
 مگر بی واسطه یا بد هدایت
 بیابد نور این سودا چراغم
 دماغم زین هوس آباد گردد
 که در دل نخل این سودا نشانم
 ترم بی خواست صیدین کمند است
 که جانان رحمة للعالمین است
 هم استعداد بخشد هم سعادت
 روم از جانب دیگر در آیم
 مددخواهم ز روح پرروانش

(۱) درین ره تمیذره چندان ندانم (۲) پیروانش

به بوجرو عمر عثمان و حیدر
 بصدق و سوز پور پو قحاف
 بشام، هجرت و تاریکی غار
 به بی کز قریش و اتر بادید
 به زار و گیر بدرو حرب خندق
 به آن شب کز سرای امّ هانی
 بیرون رفتن آزاد این ده
 بدیده آنکه می یا بیست دیدن
 بفقری کز خودش رویش میداشت
 بان دم کاورد روز شفاعت
 که این غافل کشاید چشم زین خواب
 نهد در قرن اول آشیانه
 ز آسیدب زمانه فارغ البال
 من ار چه دورم از بخت سید دل

به اهل بیت و اصحاب پیمبر
 بعلم و دانش ختم الخلافه
 به آن خوش عنکبوتی عنبرین تار
 به آشوبی که دشت کربلا دید
 به روز فتح و نور حصص الحق
 رسیده در مقام لامکانی
 بسحان الذی اسری بعبده
 به بخود گفتن و بے خود شنیدن
 سر الفخر فخری پیش میداشت
 کند تدبیر مشیت بی بصاعت
 دران حجر عنایت پرورش یاب
 او پس ثانیش خواند زمانه
 ببینیم ماضی و مستقبل و حال
 تو حال سردی داری چه مشکل

(۱) به بیرون رفتن از آوا این ده

یدِ طولی است بازوی کرم را^(۲)
تمام دان که این سودا تمام است

پنجاهی نیست دریای قدم را
مرا گر چه سراسر کار فام است

مناجات

بخود در مانده نا آشنا را
بیک روی رود در جستجویت
زمانی از هوس فارغ نشیند
مکن یک لحظه زان نعمت برو نم
نهادم دل بلا کو پرده بردار
بمحمد اللہ کہ بس عالی جتنا کم
روم ہمدست ساری لقیقت
ز لہ تو بہ رونق دہ بکارم
بہ آسانی ز بارم خفہ بکشائے
بکن از زشتی این کارم آگاہ

خدایا این غریب بی نوا را
ہدایت کن رہی کاید بسویت
دی از نیک و بد آسودہ بیند
اگر در نعمتی بینی سکو نم
بلا اگر سازگار آید درین کار
و گرزین ہر دو بیرون شد حسابم
بدہ چشمی کہ در راہ حقیقت
نخست از معصیت آسودہ رام
چو دل در رغبت دنیا زندگانی
مرا مگذار کاہیم آرزو خواہ

(۱) کناری (۲) قدم را (۳) بگذار

سرم روشن ز نورِ آگهی دار
 به مالای بد خود تافع نشینم
 در هم بر بادِ نسیان این و آن را
 روم در دامنِ عزت ز نم چنگ
 شود موی جو دلی من آشکارم
 بد گاهت برم رفته مناجات
 زیابست خود و از خود بر آیم
 بر آرم در جهادش تیغ بیداد
 شوم در انتظارِ دولت خویش
 دلم مشتاقِ الوارِ لقابیت
 وزین خربندگی آزاد باشم
 بر اندازم ز خود بنیادِ خود را
 همان انگار من هرگز نه بوم
 ز مردن پیشتر خود را سپردم
 رسانم الله الله گوشش جان را

سبب بین چشم از بینش تری دار
 بر آن دارم که آزادی گزینم
 بیادت تازگی بخشم روان را
 شوم از اختلاطِ خلق دل تنگ
 چو در نفی وجود افتد گز ارم
 دلی فارغ ز احوال و مقامات
 پئے و جَهَّت و سَجَهی لب کشایم
 و گر نفسم مرادی را کند یاد
 دمی بیرون ز حول و قوت خویش
 سرم مستغرقِ بحرِ هوا بیت
 بتقدیرِ الهی شاد باشم
 سر تسلیم بنهم نیک و بد را
 چو بیرون شد ازین شمشدر وجودم
 بمرگِ اختیاری راه بروم
 دمی در یاد گردارم زبان را

(۱) بینم (۲) یاد کرد ارم زبان را

در آیم در سماع عاشقانه
 فتد در کشور دانش تزلزل
 بر آرم دست در کار نگهداشت
 بر اندازم نمودار ^(۳) مظا هر
 نگه دارنده خود را کنم یاد
 به بحر نامرادی گشته غواص
 بجز عشقش تمنائی ندارم
 بسودایش سروکار است ^(۵) مارا
 به تحقیق افتد از تقلب کارم
 عروس حیرتم در برکت تنگ
 ز گنج بی نشانی صد نشان است
 دل اشکسته را نور الهی
 شکست دل درستی فقیر است
 درین فقر شوم راسخ تمام است
 جز این پنداشت میدان اندر راه

به سرگرمی آن شیرین ترانه
 دماغم بر درد حبیب ^(۲) تخیل
 شوم واقف ز اطوار نگهداشت
 به نفی غیر و تشدید خواطر
 زمانی از حضور غیر آزاد
 پس آنکه در پی تحقیق اخلاص
 دلم گوید که سودای ندارم
 بزبون از خواست رفتار است ^(۴) مارا
 مگر زین کار برخیزد غبارم
 هجوم بازگشت از من بردنگ
 درین حیرت که فقرش تو امان است
 نموده آب حیوان در سیاهی
 سواد الوجه فقرم ناگزیر است
 مرزین فقر بیرون کار خام است
 همین فقر است نقد جان آگاه

(۱) بیایم (۲) تحمل (۳) نمودات از منظر (۴) برون از خواب رفتار است مارا

(۵) سروکار است مارا (۶) دل بشکسته ز انوار الهی -

اگر دریاد کرد و باز گشتی
 ز چندین نفی و اثبات و نگهداشت
 همان در انجمن خلوت گزیدن
 همان اندرون در سیر بودن
 همان بر پوشش و روم ایستادن
 همان کردن نفس را بر قدم بند
 پی فقر است و تحصیل مناجات
 مناجاتی بیرون از و هم اغیار
 شهود بی جهت قائم به شهود
 در آن خلوت که جسم جان ننگید
 بجز نظاره چیزی در میان نه
 نظر هم نیست اینجا جز تحسیر
 درین بستان بود سخل بر موند
 ولیکن بر بجز خون جگر نیست
 دو معنی حاصل است آزادگانرا

بیادش داشتی همراز گشتی
 غرض فکر است باقی جمله بنداشت
 ز آسیب نشان مندی رسیدن
 همان در کار نفی غیر بودن
 نفس را در دم آگاهی نهادن
 پیشانی بودن از چشم پراگند
 مناجاتی و رایی نفی و اثبات
 ندیده محرم و بی دل خبر دار
 جهت را با مشاهده کرده نابود
 بجز نظاره جانان ننگید
 خود از نظارگی نام و نشان نه
 فَإِنَّ الذَّاتَ مَمْتُوعَةٌ التَّفَكُّرُ
 دل آگاه و جان آرزو مند
 گلی جز خار حسرت در نظر نیست
 بدایم عاشقی افتادگانرا

به استغنائی مطلب راه بردن
کسی را شرکت اندر پیش و کم نیست
سخن کوتاه که جای گفتگو نیست
نه این را مثل و نه این را نمونه
ز کثرت دور و از نسبت مبرا

یکی در طلب دیگر نسرودن^(۱۵)
چه گفتم حاصلی غیر از عدم نیست
اگر درویش درویش است او نیست
طلب بجزین و مطلب بچگونه نه^(۱۶)
محبت خانه فارغ ز غوغا

بیان نسبت و تمیز بر طلب تنزیه مطلوب حقیقی

طلب تنزیه مطلوب حقیقی
بیارم آنچه لابد طریق است
فراغت چون بسی بی اعتبار است
حفظ نفس ظلمانی کدام است
چه ذوق علم و چه حفظ مقامات
دل خود بین که خود چون بت پرست است
مراد دوست را آماده باشی
کلی میل ازین بتخانه بردار

بیان قاصر ز محبوب حقیقی
بیانم را چو تو فیقش رفیق است
گزشتن از خود اول شرط کار است
همه لذات روحانی حرام است
تجارب تست در راه خراب است
دل اندر زین احوال پست است
بران شو که هوس آزاده باشی
چو زین کوشش بنفید با کوشش کار^(۱۷)

«فشریح ۱۲۱ بجای نه (۱۳) نه آنرا مشبه و فی این را نمونه (م) کوشش

محبت چون نماید زور بازو
 شود عشق این مجدد را تجلی
 همان ذات از ورائی اعتبارات
 بدین سان بود عشق از پرده بیرون
 چو آید غیرتِ معشوق در جوش
 چراغی را که رختِ کارش بود
 امانت خواه بتا ند چنانش
 مبارک خلوقی غیرے دران نہ
 ز معشوق ہم استغنا درید و
 نہ صورت مانند اندرون نہ معنی
 بیند از و خرابی در عمارات
 کہ از لیلی فراغت داشت محمول
 کند یک بارہ عاشق را فراموش
 دوروزی در امانت دارش بود
 کہ در عالم نیاید کس نشانش
 زمانی و تویی نام و نشان نہ

در تحقیق مشاہدہ و رویت سخن گفتن

خبر واران اسرارِ حقیقت
 چنین گویند کالواع تجلی
 بہ وہی در سہ قسم آمد مقرر
 یکی در صورت مخلوق ظاہر
 بچشم و دل گرفتار حقیقت
 ز صبح کشف تا شام تہ تی
 بہ ہر قسمش جہان نور مضمحل
 ز فوق عرش تا حدِ عناصر
 نہ در صحرائی غیب و فی شہادت
 مفید نیست این قسم از سعادت

(۱) جہانی گشت مضمحل

علی التحقیق این قسم اتصال است

زرنگ و خیر و اشکال خالی

تعالی اللذری ہے نور علی نور

چہ حسی چہ مثالی جملہ صوری است

برون زین قسم چشم سر نہ بیند

خلاف آمد کہ دیدہ یا ندیدہ

بہ نا دیدن کند قانون خود ساز

بجز چشم یقین اور کہ دید است

بود چون جرم خور در چشم خور

وجودش لیک پوشیدن نداری

شہودش در پس نور صفات است

مشاہدیت جز قلب شناسا

بچشم سر دہد و علی درین کار

بروی روز انوار ضمائر

بجز خسار جان آگاہ نبود

کہ دیدار از خواص آن جهان است

بدیدار و بدیدن کرد اشارت

چو در صورت بود گرد در مثال است

ہمان در کسوت نور مثالی

تجلی صورت از ریث شک دور

کلی مری چہ ظالمانی چہ نوری است

کسی زین جلوہ بالا تہ نہ بیند

شب معراج چون سلطان گزیدہ

محقق انیکہ در تحقیق این راز

کہ ذات حق بغایت ناپدید است

ظہور ذات حق در قلب نور

اگر چہ جرم خور دیدن نیاری

تجلی بی گمان نسبت بذات است

ہمان در پردہ انوار اسماء

ولی در آخرت سلطان مختار

فتد و وطن تبلی السعراء

بہ جنت آفتاب دیدہ نبود

مرا با جملہ تحقیق آبخنان است

اگر عارف نہ ہنگام عبارت

عبارت از شہود و صورتی است آن پی تسکین درد دوری است آن

در بیان تجلی معنوی و فنا در وحدت صرف

چو از صورت بر آید سالکِ راه
نخستش جلوه معنی رباید ^(۱)
بیت دوست را در کسوتِ علم ^(۲)
در استہلاک چون از خود بر آید
فنا در وحدتِ صفتش دهد دست
خوش آن مے کا فگند پرده ز کارم
دل از جام و صراحی سرد گشته
بلا انگیز سروی مجلس آرائی
ز ننگِ خود پرستی چند رسته
بجان مشتاق قرب بی مع الله
در اذواق و معارف بہر آید
شود مستہلاک اندر سطوتِ علم
شہود بخودانہ رخ نمساید
کشیدہ جام و از ساقی شدہ دست
برون از پرده نہساید ز کارم
ز خود وز گرمی مجلس گذشتہ
بہ بیکتائی و منغیاری زده رائی ^(۳)
نقاب افگندہ و تنہا نشستہ

(۱) نخستش جاہ معنی رباید (۲) ببند دوست را در کسوتِ علم،

(۳) بر مغزوری یا غیوری

در بیان فنا و بقا و تجلی ذاتی

رونده چون ازین کشور برآید	دلش در کسوت دیگر درآید
فنائی لم یکن داده شکتش	بقای کم نیزی بگیرد دستش
تجلی خواه سر مست و قومی دل	بذات ^(۱) آئینه افتد مقابل
مقابل لیکن از نسبت مبرا	به پندار تقابل گشته یکتا
شود نور یقین مست نظاره	دل و چشم و خیال افتد کناره
یقینی تا حد حق ا یقینش	یقینی مقصد و معراج بندیش
یقینی اسم المؤمن نقابش	ز هر و هم و گمان بیرون حاش
یقینی اصل دید آن جهانی	یقینی نیز گرد لا مکانی
درین موطن مجال آگهی نیست	مشاعر را درین خلوت رهی نیست ^(۲)
که برهان وجودش هم وجودش	شهودش را اولی هم شهودش

(۱) بذات آئینه اش افتد مقابل (۲) مشاهد-

در بیان تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صورتی و علم حضوری

حضور ذات اگر در خلوت جان
وگر علمی بود علم حضور حق است
وگر علم حصولی شد متفامش
وگر در صورت مرئی کند روی

بود بی پرده کشف ذاتی است آن
ذلی در پرده کان امر فروری است
تجلی معنوی دانند نامش
تجلی صورتی خوانند سخن گوئی

دو جا لیکن ظهور این جمال است
یکی در حسن و دیگری در مثال است

در بیان علم یقین و عین یقین و حق یقین

دلم دوشینه در فکر یقین بود
که یارب شاهد عین یقین چیست
چو رفت از خود دل خلوت نشینش
چه معنی دارد از خود در گذشتن
برون از علم بنیانی کدام است
صحیح است آنکه از خوان سعادت
یقین گر نفس از عان و قبول است

در اطوار ظهورش تیز بین بود
دران عین یقین مقصود بین کسیت
که دارد دولت حق ایقینش با
صفات دوست را آینه گشتن
وگر علم است عین حق چنان است
وهند اول مراد آنکه ارادت
دم عین یقین آن خود فضول است

۱۸، گفتن

کدر امین نور نور عرش پرواز
 ز اصل خود جدائی نبود اورا
 امانت دار آن نور قدیم است
 ظهوری دار و آن عین سعادت^د
 بنام حق چه زیبا حکمت است این
 جدا از اصل خود گیر و ظهوری
 شود علم الیقین نامش خود را
 با دراک بسیط افتد سرو کار
 کماست اعترافنا عرفنا الحق
 عرفنا می که اسم بے مسمی است
 ازین رو و غیر مخلوق است ایمان
 قلند گشتن از ایمان بریدن
 مداری نیست چندان بشهودش
 کتاب لا اِجْبَاءَ اِلَّا فْلین خواند
 دلش با پرده گی دار و نیازی

شد از نور یقین تحقیق این راز
 چون نور است نور حق تعالی
 نخست آن دل که ذوالخلق عظیم است
 به هر دل در خور حسن عبادت
 تعالی التوجه تعالی قدرت است این
 چون نور از کثافت باری دوری
 نظر بر علمش افتد نیک و بد را
 چو در اک مرکب بگسلد تار
 چو عجز از درک ادراک است دراک
 از نیجا ما عرفنا تم عرفنا است
 ازین نجرید ایمان است عریان
 ازین معنی است با حق آرمیدن
 چو از وجهی شک آمد در وجودش
 خلیل از ستر صورتی چون پدافشانند
 محقق راست اندر پرده رازی

درین دم جلوہ عین الیقین است
 بہ اصل خود رسید آن نور جاوید
 حضور ذات در مراتب نور است
 چو در علم از مقام خود برون بود
 بس حق ناشناسی می شد آنجا
 چو توحید آمد اسقاط اضافت
 درین معمور و جز حق الیقین هست
 کہ در حق الیقین از غیر بر نیست
 درین موطن کہ مطلق کشف این است
 محقق شد ازین علم مُسَلَّم
 نہایت درج بوده در ہدایت
 چہ خوش گفت آن حکیم کار آگاہ
 صفاتش در تحقق عین ذات است
 یقینی کاندہرین تحقیق گفتم
 حضور سادہ اما نبل ایقان
 ز ایمان کردہ نابینا کتارہ

(۱) نور (۲) و درون بود (۳) مطلق

ولیکن جلوہ بر خلوت نشین است
 برہنہ از لباس بیم و امید
 از ان عین الیقین عین حضور است
 ز نسبت ہای گوناگون ز بون بود
 سر اسرنا سپاسی می شد آنجا!
 یقین دارست ز آسیب کثافت
 بجز حق واقف علم الیقین کیست
 یقین را رتبہ زین بیشتر نیست
 شود روشن کہ علمش نور عین است
 کہ وجدان بر طلب آمد مقدم
 تعالی اللہ زہی نور ہدایت
 چو سائل بالیقین گفتش ہو اللہ
 ہمان ذاتش ز نسبتہا صفات است
 ہمان سرمایہ تصدیق گفتم
 مدار انقیاد و مغز ایمان
 مشاہد را ز ایمان نیست چارہ

در تحقیق تجلیات نور کشف مراتب آن و بیان وحدت صرف

دگر رده^(۱) در دل آید کای سخندان
یقین کشفِ صوری از چه بایست
فروزان خاطر فرخنده دیدار
که در هر جا جداگان حضور می است
مفید چون همه و همه و خیال است
حضور ذاتی از صورت بگویند
یقین معنوی هم مثل صوری است
اگر خواهی شود کشف این راز
و گره خواهی بگر^(۲) دور تو این دم
بذکر دوست گویا کن زبان را
حلاوت ذکر آن از یاد آید^(۳)
نسیم ذکر با وجدان مذکور
حضور ساده رخشانست اینجا
چراغ اند نور تحقیق^(۴) فروزان
چه جای انوار معنی در حساب است
بجوش آمد چو دریای گهر دار
ز اطوار یقین هر سو ظهوری است
یقین مطلق اند روی محال است
از ان عین یقین اسما بگویند^(۵)
درین راه کشف این معنی ضروری است
حجاب هستی از جانب برانداز
بر دل از پرده شو والتد اعلم
بخش کحل حضور می چشم جان را
بوجدان مجرّد جا گذار و
کندگر در خواطر از نظر دور
توجه عین وجدان است اینجا

(۱) دگر رده در ره دل ای سخندان (۲) تحقیق (۳) چراغ انوار معنی در خیال است (۴) آید در آسمان اینجا
(۵) بگری (۶) در آرد

در آید چون با ستیلا توحته
 دل از خورشید و عهده نور گیرد
 و دش از نزد خود علمی دهد دوست
 درین ره هر که انوار خدا یافت
 مرون از صورت و معنی نگار است
 تماشاکن نگار عالم افروز
 سعادت بخش ایسان محقق
 به آسانی درین ره میتوان دید
 طریق مستدیر است اینکه گفتم
 ز خود بیرون مروکز تو جدا نیست

شود چون ذکر تا پیدای توحته
 وجودش جلگی مذکور گیرد
 چه گویم اللہ اللہ کال چه نیکوست
 به تحقیق اتها در ابتدا یافت
 مجرد از تماشا انتظار است^(۳)
 بیابین انتظار آدمی سوز
 اگر علمست و درین است و در حق
 زہی برگشته بخت آنکس که بشنید^(۴)
 به بختانی مشیر است اینکه گفتم
 خودی بگذار کین خود آشنایست

شمر دم آنچه می باید شمر و ن
 تودانی و قبول راه بردن

(۱) نور خود (۲) نگار نیست (۳) انتظار نیست (۴) زہی برگشته
 بخت آنکس که نشنید

سلسلہ پیران طریقت حرمہ اللہ علیہم اجمعین

زہد بقی و زسلمان و زقا سم
 بران معنی کہ آبائی کرامش
 دو اسپہ را ند صادق سوئی ببطام
 ہمان عشوہ بملک خرقان برو
 چو شاہ خرقان مست نشین شد
 یکی طوسی نثار افشان برآمد
 ز گنجوری بسلطانی در آمد
 ولعبید فرید و نداد و تمشید
 ز فرزند ان آن مہر ولایت
 امام وقت ابو یعقوب یوسف
 عزیز مہر را در کی خلف شد
 نقاب نیستی افگند در سر
 کنون خلوت کردہ سلطانین است
 چو شاہ نقشبند افراشت رایت
 بہ بے نقشی نشان خویش گم کرد
 چو صادق یافت ملک سینه محمود
 ذخیرہ داشت شد نور علی نور
 ولیک از چشم ہر بنیذہ مستور
 لباس شیروان پوشیدہ طیفور
 بطوس افگند بانگ دور شود دور
 در ان گنجینہ شد ناگاہ گنجور
 ز مشلہ گور عکان آوردہ منشور
 چراغ قیصر و خاقان و فغفور
 عزیز نری در ہمہ دانست مشہور
 حجاب آفتاب و غیرت حورا
 کہ خضرش در صدف بود است متور
 عروسی را کہ پدید است منصور
 زمین غجدوان آن منبع نور
 فگند از کف قلم مانی و شاپور
 غبار چشم بدافشانندہ از دور

به نسبت جذبه را بنشانده از شور
 زبان بکشد موسیقی وار بر طور
 که کم بودیش نقش غنیر محظور
 فرا عین هوا مغلوب و مقهور
 خرابات جهان شد بیت معمور
 نموداری ز اسرافیل و ناقور
 هم آنجا ختم شد این سخی مشکور

جنید و باینرید آورده یک جای
 بر آمد ساقی ناگاه سمر مست
 امانت دار او یعقوب چرخ
 فرد رفتند در نیل جلاش
 گرمی خواجه احرار از وی
 وجود خواجه و انقاس پاکش
 چو عرق فیض و فردوس بقا بود

ساقی نام

در پرده صبر کئی نشیند
 مجنون فسرده را بر آشفنت
 هنگام طلب خموش نشین
 میدان جنون کشاده آمد
 دیوانگی نما و بر خیزد
 زین هشیاری لبی و کارم
 جای است اگر چه غرق خون است
 تا خود بگرد دل شود مست
 زان باده دیر ساله خواهد

طبعی که سخنوری گزینند
 در گوش و لم فسانه گفت
 یعنی چه مقام حیرت است این
 چون قفله جام و باده آمد
 در دامن ساقی خود آویزد
 ساقی قدحی که هوشیارم
 این کاسه که بر سرم نگون است
 در خم میش بفرگن از دست
 مجنون تو یک پیاله خواهد

زان جرعه کہنہ در ^(۱) بکا ہم
 دنیا کے کہن شود فراموش
 در جرعه عدم چو بوی درے
 گر در خم سے رود تو اند
 نہ جرعه نہ بوی جرعه یا بی
 دین بادہ و خم نہ زاب خاک است
 آن جان کہ شنودہ بود مردہ است
 امروز قیامتے بر انگیز
 نہ حشر شناسد و نہ آدم
 اسرار عجیب درونہاں است
 اول قدمش مقام دیدار
 فردوس دل کشادہ تو
 سبحان اللہ عجیب صبور است
 از نکبت تو شکفتہ با غم
 خود را گرد و جرعه می دار!

من پیر کہن گدای جا ہم
 آن جرعه چو در سرم زند جوش
 عقلم چو صحیفہ اش کند طے
 چون جرعه ز مے برہنہ ماند
 اکنون پے جرعه گریشتابی
 این میکہہ جملہ جان پاک است
 ساقی ہمہ خون من نشودہ است
 بر من دوسہ قطرہ مے فروریز
 روحی کہ شود در اد فرا ہم
 این صہوت ^(۲) تو عرش آشیان ^(۳) است
 نہ بار کفن نہ قید رفتار
 ایمان برہنہ بادہ تو
 روزخ ہفتی کہ از تو دور است
 من گر چہ آتشین و ما غم
 ای زاہد خام طبع بے کار

(۱) دہ بکا ہم دروم (۳) صور (ہم) آستان (۵) عجیب صبور است

یک قطرہ ذورقے تمامت
 کاندر رہ بادہ جان سپارم
 درخاک سپہ چرا نہ باشد
 سو گند بجام و بادہ تو
 لیلی گفتمے و رفتے از دست
 زان شیفتہ کم نیم درین درد
 ساقی و شراب و جام گویم
 عمرسیت ز دست رفتہ کارم
 آن کالبدم کہ جان ندارم
 می گویم و بے خبر ز گفتار
 اذگفت من است و از خیالم
 بالنفس وصال او شود جفت
 برخیزم و گوشہ نشینم
 از مست چینی خبر نہ گیرید
 بنائی کرشمہ تا بھیرم

وز پای طبیعت خرامت
 کامروز جز این ہوس ندارم
 دستی کہ ز بادہ دور باشد
 ساقی بہ دل کشادہ تو
 مجنون کہ ز ہجر بود سر مست
 من نیز دے بر آورم سرود
 معشوقہ بچند نام گویم
 در ذکرش اگر چہ بوقرارم
 من ذوق سخن چنان ندارم
 دارم بخیال مے سرو کار
 من بہیدہ در کدام عالم
 وقت است کہ این جہان دین گفت
 قوسین کمان چون نہ بینم
 ہاں شمنہ و محتسب بمیرید
 ساقی من ازین حیات سیرم

یک قطرہ ذورقے تمام است

(۱) در پای طبیعت خرام است

دانم کہ لیعبد واست مقصود
 جز خواری مرغ بندگی نیست
 ز اہر شدہ مست^(۱) چند شبست
 من جملہ شہم تو آفتابے
 آن پہ تو ولفروز خواہم
 کز روز شہی چہ بہرہ گیرد
 از عقل کنون فراغ دارم
 آمد چو صبح رفت مصباح
 گر شب برود برو چہ درکار
 این بار ز سر نہادہ اولی!
 چون دوست رسد چہ جای دشمن
 دیگر ہمہ گو کہ خود پرستی!
 ای آئینہ فتنہ تو گشتم
 تا پیش تو لحظہ نشینم
 خودمانی و آن متوج نور
 بودی چو حباب آشکارا
 ز نقش ز نقشبندے بود

از خلقت این دوست نابود
 در زندہ سری فکندگی نیست
 مستی کہ بی پای خم شدہ کست
 ساقی بر سان شراب نابے
 در کسوت بادہ روز خواہم
 عقل این سختم نمی پذیرد
 من بوی تو در دماغ دارم
 روحم بہ طفیل نکہت راح
 روز است مرا و بخت بیدار
 این نقد دست دادہ اولی
 چون حرف زخم چہ طاقت من^(۲)
 اور و نبق دین و جان ہستی
 انیک من ازین مندگد غتم
 لیکن نہ چنانکہ روی بنیم
 چشم بد و نیک از میان دور
 زین پیش بہ خطہ بخارا
 آئینہ ارجمندے بود

(۱) دست از جہاں شست (۲) فنادہ (۳) چون او آید

امروز درین خرابہ نشین
 اینجا تم ارچہ اوقتا دست
 دارم بہمان زمین سروکار
 ساتی مئی نقشبند پیش آر
 ہر چند کنند عنبرین بوئی
 آہوئی ختن شکار دارد
 عطار کہ نقشبند ثانیست
 آن رشتہ کہ پار سالقب بود
 آن خواجہ بندگان آزاد
 من چون ہوس چنین نیارم
 در کان نمک سگ ارشنید
 خوش آنکہ ستر یار چار کرد
 نعشتے گرم کہ این نکو قصر
 یک جام ازان طے کہ دارد
 بزخمی کہ در آن زلال نوشان

این مشت خیال را فرو چین
 جانم بہمان زمین فتاد است
 من نیز بخاریم بہ رفتار
 من صید تو ام کھند پیش آر
 آن نیست کہ آورد کمن روئی
 بر لاشہ خرے چہ کار دارد
 در حلقہ آن کنند فانیست
 در پیش آن کتد آسود
 سرور خم آن کھند بہباد
 من خود سگ آن سہ یار غام
 خود را بجز از نمک نہ بیند
 قصر ادب استوار کرد
 آید بکمال خود درین عصر
 از من بہ تمام سر بر آرد
 خوانندم ختمے فروشان

۱۱، در بزم کہ زلال نوشان

نو میدرخی تو ان نشستن
 عکسی ز جمالِ یار و دار و
 دارم با امید ز ندگانی!
 امید وصال آن یگانست
 جان در بد نغم، همی امید است
 بخشند و چند آرزویم
 ای آرجم را حمین تو دانی
 خاکِ قدمِ رسولِ خود را
 در دیده من چرا نیایی
 وی چشم و چراغِ نور بنیان
 بنواز سیاه خانه دار و
 این پتر سیاه را شرف ده
 ای خوش صدنی درون بپرد
 سر چشمه مرغزارِ بلینش
 نعم البدلِ زمینِ بطمس
 فر دوس به در گهت حبیبِ سود
 دیده شرف ابو ترابی

شرط طلب است امید بستن
 امید سرے بکار و دار و
 امروز درین باطن فانی!
 شمع که درین سیاه خانست
 روزم با امید او سفید است
 باشد که بدون ز جستجویم
 گفتم سخن ز کامرانی
 در دیده کشم قبولِ تو در
 ای خاکِ مدینه در کجایی
 ای مردم چشم دور بنیان
 در یاب غم آشتیا نه دار و
 سوزنده غم کهن تلف به
 ای نوبه دل چہار عنصر!
 ای در تو تاج آفرینش
 ای نور تو چون فلک هویدا
 ای حجله خواب گاہ مقصود
 ای از تو زمین بدین خرابی

ای آمده نور آسمانی
 سبحان الله چه نسبت خاک
 او ستر کمال مصطفی بود
 من حاصل این خطاب گویم
 خاک اند جماعتی که مردند
 از سطوت نور در شکسته
 کردی نه به پشت پائی زیشان
 سر حلقه خاکیان علی بود
 زان بگرد و نهر بند بکشود
 معروف و سری جنید بغداد
 یک سوئی و گر لطیف پاک
 سبطین رسول وزین عباد
 این سلسله از طلای نابست
 القصة ابو تراب این است
 هر چند غرض درین کرامت
 لیکن سر رشته بجای بود
 گر خاک مدینه می شنودم

حاصل شده ستر لامکانی
 با ستر ما خلقت الاله فداک
 با این گره نسبتش کجا بود
 مضمون ابو تراب گویم
 هستی بخدای خود سپردند
 در آب بقا فرود نشسته
 در د کف پائی خود چه امکان
 سر سلسله جهان علی بود
 یکسو حسن و حبیب و داؤد
 کردی طرق کشیره بکشاد
 مستور بزیر پرده خاک
 پس باقر و صادق و نکوزاد
 وین خانه تمام آفتابست
 تفسیر اشارت این چنین است
 افتاده ز راه استقامت
 عشقم بجمال مصطفی بود
 در راه نیازی نخواهد بودم

در مدحت عالمان رازش
 ای خواجہ بارگاہ سہرہ
 وہ وہ چہ زبان پاک دارم
 این تنگ بساط در نور دم
 گویم سر و سرور من است این
 سبحان اللہ بلند ذاتست
 گفتم ہمہ بود در نیازش
 سر حلقہ انبیا محمد
 این راہ چگونه می سپارم
 ہم گرد ز بان خود بگردم
 مذاج پیمبر من است این
 حمال حروف عالیاتست

تاریخ تولد پر خوردار خواجہ عبید اللہ و پر خوردار خواجہ

محمد عبداللہ کہ در یک سال از انام متولد شدند سلمہا اللہ تعالیٰ

در باغ طراوت جوانی
 ہرگز نہ شمیمہ بومی فرزند
 آخر بہ بزم امید بستم
 طبعم غزل نشاط می گفت
 تاریخ شناس تیز بین مرد
 زبان ہائی دو چشمہ بہارم
 یعنی کہ ہمان دونیہ باہر
 بی برگ گذشت زندگانی
 بودم سر و می بسایہ خورسند
 افتاد ترنجکے بدستم
 دیدم کہ بہار باغ بشگفت
 بشگفت بہار در خط آورد
 نمود و در شاہوارم
 در یک تاریخ گشتہ ظاہر

۱۱) شگوفہ بدستم (۲) دیدم ناگہ بہار بشگفت

در بار درخت شد و بادام
 بگذشته چهار ماه واکشر
 روز یکم از ربیع الاول
 افتاد درین سیاه خانه
 کانیک شب وروستی ماهش
 کاین شعله غریب خورشکن بود
 نظار گیان در ایستادند
 کاید به پناه صبح خمیزان
 شد دامن شب چوپهره^(۴۲) روز
 کانیک بتومی سپارم این برد
 کاسلام بشکل آدمی زاد
 ایجان محمدیش خوانیم
 شد بندگی بزرگ نامے^(۴۵)
 انشار اللہ شفیع من باد
 گوید ز من آن سخن که داند
 او مفلس و من خرنیزه شاه

بالید پس از مردن پادشاه
 مابین ظهور آن دو گوهر
 آن گشته درین خراب منزل
 بود آخر عصر کان یگانہ!
 خورشید گزید خوابگاهش
 انگشت ہلال در دهن بود
 زین سقف در چپہا کشادند
 خورتیز بشرق شد گریزان
 دین^(۴۳) طرفہ نشاط خاطر افروز
 قطب از طرفی نفس بر آورد
 اندر ملکوت غفلت افتاد
 گفتند کہ تہنیت رسائیم
 در خانہ کمترین غلامے
 این نام نجستہ و ملک زاد
 بردر گہیہ خواجہ ام رساند
 گوید کہ ز ستر کارم آگاہ

(۱) آن کردہ (۲) خورشید (۳) زین (۴) بہرہ اندوز (۵) شد بندہ یکدیگر نامے۔

آنشش بخیا لم آرمیدن
 سرگرمی آستانه او
 می بود خونیبه دار پیوست
 در میوه جمال من اثر کرد
 زان روی کمن لقب نهادش
 آمد بزین چو باد نور روز
 تکمیر و اذان بگوشش اعلام
 دین البرین بر نیاید
 در گوش من آربانگ لاریب
 یک اشهد از لببت پند است
 و اللہ کہ ہمان زمان بمیرم
 تا خانہ ماسوی لیسو زم
 می میرم و شعلہ فی گزارم
 خود شعلہ خویشتن بر افروز
 این مرگ علی سترده بہتر

کارش ہمہ گرد من پیدن
 من بوم و نقد خانہ او
 بیچارہ قلندری نمی دست
 چون باغ طبیعتش بر آورد
 جسم فلکی شناخت زادش
 القصہ و رال گذشتن روز
 کردند موزنان اسلام
 تا فطرت او شبات یابد
 برخیزد ہذا موزن غیب
 این خستہ بے نیاز مند است
 گر یکدم اللہ از تو گیرم
 یک شعلہ نوردہ بر روزم
 من خود بہ نیازی سپارم
 در خور انیم از من سیر روز
 این عمکہ باد برود بہتر

(۱) چشم فلکی (۲) بر ستارہ (۳) خود را تو بازی سپارم (۴) در خوریم از من سیر روز (۵) ایچ مرکبے
 سیرزد بہتر

ای دوست بحق دوستداری
 بان از تو قدم بنام ماندن
 بجزان تو وصل جاودانی است
 از مرگ چنین نمی ہراسم
 گر سخی علی الصلوٰۃ گوئی
 در زیر کفن شود فراہم
 من مردہ دوست در نماز
 افتادہ بصعفہ تجلی
 گردند و کون مدح خوانم
 امی^{۳۱} نفسی وجود بر تراشم
 بان اللہ گوئی تا بجوشم
 در راہ الا اگر شوم نیست
 در چشم من آن الف عظیم است
 من یکدم سرد تمام دارم
 از رشحہ کفایت است این کار

خواہان توام بجان سپاری
 از من سبق فراق خواندن
 در پیش تو مرگ زندگانی است
 این شعبدہ بیک می شناسم
 ہم خود بصلوٰۃ من پیوی
 رشک ہمہ زندگان عالم
 سبحان اللہ بخود بسازم
 گویم وهو الذی یصلی
 قد اظلم ابی نسا نم
 گرز آن گہرے شنودہ باشم
 اینک چو صدف تمام گوشم
 حاجت بہ سماع اکبرم نیست
 دانم کہ قراط مستقیم است
 یک رشحہ حیات کام دارم
 چون من بروم چہ کم چہ بسیار

(۱) شوم (۲) آتی بشانم (۳) این نقش وجود (۴) بگیریے اگر شنودہ باشم۔

سر رشته ارشوحہ ہم بجام است
 سیرابی اوست ہم بہ جامے
 عالیست ز حرف اندک ویش
 بَسْمَانِكَ تَبَّتْ اِنِیْنِ پَرِ حَرْفِ اَسْت
 سر رشته عقل سبب بابت
 ایمان محمدی گزید م
 آن خواجہ بسبب عقل کابل
 تحقیق رہے مسین چہ دانم
 گویند کہ عاقل است و داننا
 دانی کہ من از کد ام با بکم
 افتادہ ہمان بخاک و خون در
 دارم دلکی تمام افغان
 بسم اللہ نام من کد ام است
 نامی کہ مرا ز من رہانند
 او ماند و من ز خود بر آیم

چون در نگری غرض تمام است
 گر بجز رسد بہ تشنہ کاسے
 فی فی غلظم مقام در ویش
 دریامی ازل بسبب شگرف است
 ای لیس مکشلبہ نقابت
 من خرقہ عاقلی در یدم
 از قید تفکر م چہ حاصل
 من بچندان ہبہ گمانم
 ہر چند کہ خلق ناشناسا
 استادم و دانشم کتابم
 طفلکم کہ نخوردہ شیر ماور
 نگذشتہ ہنوز پیش سلطان
 گم نامم و کار جملہ خام است
 نامی ز کز و مرا بخوانند
 نامی کہ چو در رسد بجا ہم

(۱) رہے چینی چہ دانم

اینجا سر عقل خورده در سنگ
 تاریخ یکے چو شد نمودار
 افتاده به بحر و بر طلاطم
 چون صبح رسید آخر شب
 چون ماہ تمام منشرح صدر
 بانور محبت خدائی
 با خود جهت کمال نمرود
 در عین شب آفتاب برخواست
 آن شب در معرفت کشف و زد
 خورشید با حجاب خود دور
 از غشای چراغ بسیار
 در رید و شیران کم زان
 چون سر کشد آفتاب بر من
 آن تیره به تکریم و نساگم

بان خامه به اصل قصه زن چنگ
 هنگام تولد و گم آرز
 ماہ رجب و پگاہ ششم
 چون روز ز روشنی لبالب
 در ظلمت شب چوساعت قدر
 در آخر فقر و بی نوائی
 خورشید پئے تہجد آمد
 تا صبح پسین شتاب برخواست
 تمثال ظلم خود نمودند
 کردند ستارگان برون نمر
 این عرصہ تیره شد نمودار
 وحدت پس این دو کثرت افتاد
 افتاده نہ تیره و نہ روشن^(۵)
 روشن به حجاب اجذابکم^(۶)

(۱) اینجا سر عقل خورد و سنگ (۲) با صبح (۳) آن را الخ (۴) پرفتن

(۵) نہ تیره بماند و نہ روشن - (۶) اختفاگم -

خورد نیز حجاب نور دارد
 گر پرده ز روی خود کشاید
 یارب که طلسم خود کشائی
 خود را به تمام خود گذارد
 چندین همه آفتاب رفتند
 این قطره هم از شمار ایشان
 باشد کاکم از و بر آید
 بس تشنه و لب خرابم آید
 هر جا که ترشح تو بنسیم
 ای بحر طلب بکام من شو
 من جام چه می کنم که ای کم
 اکنون دهنم کشانه بهتر

زین گفت و شنود حاصل نیست

حیران و خموش باید هم زلیست

تاریخ تولد بر خورد و از خواجہ خورد، اسمہ خواجہ

محمد عبداللہ سلمہ اللہ تعالیٰ

گلشکری بوالعجبی دست واد

شکرہ ہندی و محل ترک زاد

بلکہ زکشہیر گل زعفران	شد شکر آلودہ ہندوستان
شاخ گل از باغ ولایت شنانت	از قدح ہند شکر آب یافت
شاخ نباتی شد ازین طرف من	افلتہ اللہ فبأقا حسن
بلکہ نہالی است برون از جہات	آمدہ در عرصہ این شاہ مات
گرچہ فرد رفتہ درین نیک ہمد	بارہ وراست از اثر قرب عہد
آمدہ بس در غم این تیرہ خم	ماہ رجب بود و صباح ششم

۱۰۱۰ھ

کرده قلم سال ولادت رقم

بان بشمار انجہ رقمز و قلم

رَبِّهِمْ

اے خواجہ درین نامہ یعنی اسرار است
مجموعہ ماسلسلہ الاحرار است

- ① گویند در جو دو کون کو است حصول
والترکہ دین پر وہ لسان الغیب است
نور سے بجز از کون نکر دست قبول
بر طبق قواعد است بر وفق اصول
- ② بشناس کہ کائنات رود عدم اند
دین کون معلق از خیال و ہم است
کی در عدم ایستاده ثابت قدم اند
باقی ہنگی ظہور نور قدم اند
- ③ ننگہ کرہ درون و بیرونش نور
یا بندہ انواع ظہورش باطن
در سے ز عجوبگی بعد نوع ظہور
واں ظاہر در پردہ و حد مستور
- ④ بگوین دو کون را صلا در داده
خادث شدہ نسبتی دروں را بیرون
دانی کہ در عدم چساں بکشادہ
در بیرون عکسراں عکوساں فتادہ

- ۵) ما صورت و حق آئینہ عکس نماست
ہر صورت در ظہور شرط دیگر نسبت
این است معنی حق را با ماست
این نسبت اسباب زمین و پیدا است
- ۶) آن کسب کہ نسبتش بہاگشتہ عیاں
حق موجود است و قادر مطلق است
در مذہب اہل حق جز آن هیچ مدان
وین مشقت خیال جملہ و ہست گمان
- ۷) حادث کہ نباشد بدو آن پابند ہ
سبحان اللہ زہے خیالی باطل
تاثیر کند بحادث آئیند ہ
این است وجودی عدش زانیدہ
- ۸) آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است
کسی کہ وجود او بجز وہی نیست
از کن فیکون جز این روش بس عجیب است
نسبت بحق اگر کند کسی بے اولست
- ۹) ہر صورت علمیہ کہ ہستش گوئی
معلوم کہ اصل است، وجود علم است
زان ہست کہ بومی اصل از دی بوئی
جہل است اگر جزین روش می بوئی

- ⑩ ممکن کہ خورد در ہر ہمیش بکشا و
اور دست و ہستی اندر دے بود
- در بد و نظر بہر، مستیش فتویٰ داد
بیچارہ باشتباہ نامے بہا و
- ⑪ از صفائے مے و لطافتِ جام
ہمہ جام است و نیست کوئی مے
- در ہم آمیخت رنگِ جام و مدام
یا مدام است نیست کوئی جام
- ⑫ این صورتِ علمیتہ کہ در جلوہ گری است
ادراکِ مرکب است و مرآتِ خود است
- از خال و خطش جمالِ مقصود گری است
در شے ہمہ نشیم بودن از بے بصری است
- ⑬ در علم دو وجہ است بے شبہ و دریب
در وجہ شاہد ہمہ رنگ است و تمیز
- یک وجہ شاہد است یک وجہ غیب
در وجہ غیب نہ نشان است و نہ غیب
- ⑭ این علم بسیط بے تمیز است و نشان
چوں حاصلِ تازہ ندارد نہ تو اں
- در مساحتِ اوارہ نہ این است و نشان
تخمیل نمود کہیں محال است عیاں

۱۵

از حضرت ذات بہرہ استہلاک است
آن معرفت است نامش دراک لپیٹ
استہلاکے کہ از تصور پاک است
آنجا چہرگی دانش و ادراک است

۱۶

ادراک لپیٹ موطن محو و فنا
این است تفاوت کہ دریں موطن قد
ہر جا مستی است واردا آنجا ما و ا
ظاہر شدہ جفت عروس و حدتہا

۱۷

ہنگام شعور ازین مقام عالی
در پردہ نوریک ظہورے وارو
ہر چند کہ بہت دست و اش خالی
این است نتیجہ علوم حسابی!

۱۸

لیکن باید کہ نور آن باطن پاک
در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند
ہر لحظہ نیفتد ز مقام ادراک
تا یافت شود نتیجہ استہلاک

۱۹

یارب چہ کند کلامی بیچارہ
ہستی بکمال قریب از مستور است
کہ کوئے حقیقت نشود آوارہ
کو نشدین حصول دروش ستیارہ

- ۲۰) خواہی کہ جمالِ غیب در دلِ یابی
در ذاتِ خدا فکر آمد باطل
زنہار طلب کن کہ مشکلِ باطنی !
در فکرِ چنین مشکو کہ باطلِ یابی
- ۲۱) خواہی حق را بغیر منظرِ بینی !
می کوش کہ بے صورتِ تحقیقی را
نشیں کہ محالست کہ دیگر بینی
در منظرِ مویہومِ مشورِ بینی
- ۲۲) حق نقطہ جو الہ جہاں دائرہ وال
آں دائرہ صورتِ علومِ نقطہ است
بے دائرہ آں نقطہ نیا بد مبیاں
واں نقطہ کہ جلوہ ہا در گذشتہ عیاں
- ۲۳) گر نقطہ جو الہ بود ذاتِ نقطہ
گردد چو جہاں کہ جملہ مراتبِ حق است
واں شکل نمود اعتباراتِ نقطہ
خط نقطہ و دائرہ مراتبِ نقطہ
- ۲۴) ہر چند کہ دائرہ نہ وہم است و نمود
گویند کہ در نظارہ کشف و شہود
در نقطہ عرض دائرہ شد مشہود
اعیاں ہمہ عارض اند معرض وجود

(۱) واں نقطہ و راو بجلوہ گذشتہ عیاں

۲۵

گر نقطہ بچو لانا گد خود آنے در
بیروں کشد از دائرہ و از خط سر
در ظاهر علم گرج و راست شود

۲۶

ہاں تا نکنی غلط کہ از کم دانی
این باطن را بروں ز ظاہر دانی
ظاہر بد نے کہ بے خیالِ روش
ہر چند کنی تمییش نتوانی

۲۷

ہر جا ہستی است گر نباتات و جمادات
گنج ز صفات خود در حق نہا و
ہستی چون نباتات خود علیم است او قدر
از ہست چگونہ علم و قدر افتاد

۲۸

در ہر شکلے کہ رنگ ہستی پیدا است
روح است کہ قادر بر پدید و داناست
لیکن ہر یک پے ترو دگشتہ
در ظاہر علم ازین صفت ہایت است

۲۹

این ظاہر بے مثل بسان بدن است
واں لیس کمشکہ در خمیہ زن است
روح است باعتبار اطلاق وجود
گا بے نفس است کہ او پس قرن است

۳۰ حق روح و جہاں نفس و آفاق بدن
ظاہر دروے ہر صفاتِ نقطاً است
چوں نقطہ کہ در دائرہ وارد مکن
منظر بگذا چنگ در ظاہر زن!

۳۱ ہم بزرگ است و یا رہم رنگ پذیر
این سمع و لبہ جز این ندارد و گرتے
آن لیس کمثلہ سمیع است و بصیر
آن جملہ غنی است ماسومی جملہ فقیر

۳۲ تشریح فقط از علم سوئی ادبست
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است
از ملتی و سمع عماہب دل عجب است
وہ باطن خود تمام آیاربست

۳۳ تشبیہی را کہ بولے تشریح نیست
این حکمت ز قہرمان محشر باید
در اکثر تنزلات تو جہش نیست
سہل است و در ذرا گویہ مشر نیست

۳۴ (۲) سبحان اللہ زہی خدائے متعال
از نورِ لطافتش ضماہر مشحون
عالی از تصور و مستراز خیال
وز تہریر آیش جہان مالامال

(۱) چیزے (۲) این رباعی باعتبار ترتیب سلسلہ الاحرار رباعی اول است از سہو
کتابت و نہ بنجارد ج شدہ - ۱۲ حیوت کاظمی

(۲۵)

چوں ظاہر علم پرده مقصود است
از نقش دے بسوئے بی نقش گریز
دین مشت خیال سرسبز با بو و است
والگاہ نظارہ کن کہ حق ناموجود است

(۳۶)

ہر س تو نہر لست ز انہا ر نقوش
بر خیز و جمال نقشبندے لطلب
شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش
کاساں شودت شکست با زار نقوش

(۳۷)

چوں نقش نہادہ رو بہ بے نقش آری
نور بے رنگ ترجمش گرو
زاں لوح وجود نسخہ بر داری
ز نہار کہ دل بہ ترجمہ نگذاری

(۳۸)

آں بیہ نگے چو پر تو انداز شود
ہر جانور لست بر کشد جملہ بخود
بس راز نہفتہ را کہ غماز شود
وانگہ پے انکشاف ہر راز شود

(۳۹)

گویند کہ چوں بسدندی بجمال
چشم از ہمہ سو سمر مہ مازاغ کشد
گر دو دو جہاں ز ترجمہاں مالامال
گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال

- ۴۰) ممکن زتنگنائے عدم ناکشیدہ نعت
در تیر تم کہ این ہمہ نقش غریب حسیت
واجب بجلوہ گاہ عیاں نانہادہ گام
بر لوح صورت آمدہ مشہود خاص عام
- ۴۱) ای گشتہ بہر نموز بہ وہ گرد
درست نموز کہ بس بے طرفت
اینست مقام کنت سمو لیشنو
نشینا دمہر طرف مشور رنگ دد
- ۴۲) یک لحظہ سرے بحیبتی درکش
گر مردی ہی بنا مراد می خو کن
حرفی انا گوئے را خیلے بر سرکش
یعنی کہ زگارہستی در برکش
- ۴۳) این سکہ کہ من زدم نیام فقر است
بر خیزد وہ خواجہ احرار بگیر
وین روشنی از نور تمام فقر است
کال راہ ز سر حد مقام فقر است
- ۴۴) آمد چو رباغی بچار از عشرات
ماہم سخنے را کہ بشرش گفتیم
خامش شدہ خامہ و دین بہ دست
کردیم تمام بر محمد صلوات

(۲۵)

اندیشہ چوار بعین خود بر دلبر
ہر چند کہ ہمت کل یوم فی شان
در تفرقہ اش چو اہل ظاہر منگر
در ہر شانے ز بے نشان دادہ خبر

(۲۶)

اے خواجہ دریں نام بے اسرار است
از کون و مکان مقیدالش فرواند
نہمیش ز مقید خورد شوار است
مجموعہ سلسلۃ الاحرار است

تتمت السرباعیاست

مجموعہ سلسلۃ الاحرار کا قدیم ترین خطی نسخہ بھی جس کا سنہ کتابت ۱۰۰۷ھ ہے۔ علیگڑھ کی آزاد لائبریری کے صدر یار جنگ سیکشن میں ۱۰۳۱ھ ق پر موجود ہے۔ اس نسخہ کی کتابت حضرت خواجہ باقی کی وفات سے تقریباً پانچ سال پہلے ہوئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مذکورہ خطی نسخہ خود حضرت خواجہ نے تحریر فرمایا ہو لیکن اس قیاس کی تصدیق و توثیق تا حال نہیں ہوئی۔ حیرت کاظمی

متفرقات

از تو ای بیزنگ با چندین صور
 هم مشتبه هم منزه خیره نگر
 (خواجہ باقی)

اضافہ بروئے نسخ خطی گوالیار و خانقاہ شاہ ابوالخیر
و آزاد لائبریری (صدیاری جنگ سیکشن) ایچ ق محرمہ سال ۱۰۱۳ھ

رباعی

بدمست من امشب چومہ آراستہ است
غم، بچوہ لال لاغرو کا ستہ است
ای صبح بروں میا کہ ترکاں مستند
وی شب بنشین کہ فتنہ برفاستہ است

رباعی

صحرا نشین ز سیل خذر کن کہ آستین
ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
آن گلبنم بہ بارغ تو کز یک نسیم لطف
نشگفتہ ام ہنوز کہ بتر مردہ می روم

مرد

بغیر آنکہ بروزی سیاہ خود گرید
دگر زیدہ باقی چہ کار می آید

بضافہ بنا برزیدۃ المقامات تصنیف خواجہ
محمد ہاشم کشمیری صفحہ ۱۲ و ۱۳ مطبوعہ

رباعی

در راہِ خدا جملہ ادب باید بود
تا جاں باقی است در طلب باید بود
دریا دریا اگر بہ کامت ریزند
گم باید کرد و خشک لب باید بود

فرد

می گزشتم ز غم آسوده کہ ناگہ ز کین
عالم آشوب نگاہی سر را ہم گرفت

فرد

من از محیطِ محبت نشان ہی دیدم
کہ استخوانِ عزیزان بی ساحل افتاد است

مرثیہ ابوالوقت حضرت خواجہ محمد الباقی قدس سرہ العزیز

(اس نامولا فاضل شدی)

دل برگرفت ازین چمن آن تازه نو بہار
کو غم کہ داد خود بستاند ز عیش من
این بیکد روز عمر مداری برین منہ
بر حال خویش گریہ کند مرغ این چمن
از ہرمانت قافلہ در نیمہ رہے بسا نہ
خوش خوان مژدہ ہاست درین رہہ کہ چون بر
برخون خلق چرخ دین باز کردہ است

زین غم بخون دیدہ نشستم چو لالہ زار
تا پیش ازین بچہرہ بیندم بخون نگار
و این برغلہ فریب جہاں دل برین مدار
بر عمر خویش خندہ زند کبک گو ہسار
ہشدار ہان و ہان نظری ہر فضا گمار
ہزج و شا کہ مرثیہ خوان است روزگار
عبرت بگیر ازین سبح آدمی خشکار

کآن قطب نہ فلک بدل عرش جا گرفت
خلوت گزید یا حق و جام بقا گرفت

امشب کہ نالہ بلبل خاموش تازه کرد
ہر نالہ مائی و گرافزودہ بر دلم
جوش درون کہ از دم سردم فسرزہ بود
شومیدہ حکایت آن رخ ہفتہ گفت
آن خواجہ کہ از دل غمائی ہوشمند
آہنگ گویہ برین مدہوش تازه کرد
داعی کہ خفتہ بود در آغوش تازه کرد
آتش بسینہ در ز دوان جوش تازه کرد
آشفگی بسینہ بلا نوش تازه کرد
آین شربت و قاعدہ ہوش تازه کرد

دزبیر حلقهای غلامش مهر و ماه
هر روز رقیبهای بناگوش تازه کرد
از یک روزگار بر آمد پیام چرخ
برما هزار در و فراموش تازه کرد

یک ره خبر دهید که آن نو سفر چه دید

بر آوج ز سپهر برین آن قرچه دید

آن باد می زمانه رخ اند نقاب کرد
زین شیوه خاشاک جهان را خراب کرد
در عمر روزگار ندید است کس بخواب
زین صعب تر غمی که دل رو دیده آب کرد
در کام عیش زهر شکست از فراق او
عشرت بجام و شیشه خود خون ناب کرد
خود وصل بگزید و بیاران فراق داد
خود باوه بخورد دل ما کباب کرد
هر کس که ناله با جگرش ما شنید
شب را تمام روز قیامت حساب کرد
بیدار باد دیده عبرت گزین هوش
کآن بخت از جند جهان عزم خواب کرد

خون شد دل سپهر زیبا خفتنش

در زیر خاک باد دل بیدار خفتنش

دامان کشیده سرو ازین بوستان چراست
آن گلبن شگفته رعنا نهان چراست
پیمان مراد حریفان نکرده پند
آن ساقی شراب بقا سرگران چراست
پند مرده گشت غنچه امید بی رخس
افسوده خاطر از چین آن باغبان چراست
آن مایه جمال جهان گر سفر نکرده
افسوده رنگ و رونق روی جهان چراست
آن نو بهار تازه اگر رخ نهفته است
گلها جگر فگار دست خزان چراست

از هفت بام چرخ اگر سنگِ غم ز بخت
بر پشتِ جانم این همه کوبه گران پرت است
آن آفتاب و بجِ هدایت اگر نخفت
این تیرگی روی زمین و زمان پرت است
آن گنجِ شائگان که نخفت است زیر خاک
از مخلصان نیاز بدان آستانِ پاک

گویند خضر وقت و سحر زمانه مرد
خورشید نو گستر این هفت خانه مرد
پوشید چشم بکیره و شد زنده آبد
معشوقِ دهر بود ولی عاشقانه مرد
آلا بختش بوسم جمله مرده باد
چون آن سه دو هفته و فردیگانه مرد
زنگِ رخم شکسته ترا آمد ز جامِ دل
خون ددگ ترازه چنگ و چغانه مرد
ز شدی از آن نفس که رخ خود هفت دست
سازِ طرب شکست و نوای ترانه مرد
بر حکمِ دهم و دیده کوتاه می گوی
کان روح بخش زندگی جاودانه مرد

چون نو عروس وصل در آغوش برگرفت

از بس علاءش لب خاموش برگرفت

آوخ که شهبوار زمین و زمین نماند
گلدرسته که بود بدست چمن نماند
یعقوب دارد دیده بگوری سپرده به
چون در زمانه یوسف گل پیرن نماند
آشفته گشت خاطر مجروحم آنچنان
کز جوش گریه میج و ماغی سخن نماند
دل شاد لبیلی که بخود صد ترانه داشت
آن گل چو رخ نهفت لبان در دهن نماند
شد بگ ریز لاله و گل از خزان دهر
در گلشن نشاط لب نغمه زن نماند

دہرا از فراق چوں شب بیکو تیرہ شد

کآن شمع بزم قدس درین آنجن نماند

آن نور قدس روشنی از دیدہ برگرفت

خورشید گو مان چو شہنشاہ من نماند

دل خنک کن زمانہ غم خواہہ باقی است

جانکاه عاقبت الم خواہہ باقی است

از حق ہزار کرمت و آفرین برو

شد ختم سرفرازی دنیا و دین برو

چون مادر زمانہ ندارد چو او سپہ

زان است گریہ ہائی زمان زمین برو

بر باک خود کشید پی فخر چون سبح

دل بستہ بود چون فلک چارہیں برو

دانستم آنکر بود چو من عاشق رخس

کز با م ریخت زہرہ گل یا سہیں برو

بلبل نہفت در غزلش خنجر و ستان

گل چاک کرد پیر سین نازنین برو

دلہا بخاک او چو گس بر شکر گرد

صد حسرت است در جگر انگبین برو

بر قدر در داد نتوانیم گریہ کرد

گر بند تا بچشر شہر و سہیں برو

آہ این چہ ماتم است کہ خون جگر بسوخت

ہر لحظہ ام بدر دو غم تازہ تر بسوخت

قطعہ تاریخ وفات فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ

خواجہ باقی آن امام اولیا
 عارف باللہ اسرارِ نہفت
 نہتِ بستانِ سروِ انبیا
 از نہالِ جعفری خوش گل شکفت
 چونکہ بد مشرب فنا اندر بقا
 محو حق گشته ز اسرارِ نہفت
 رخت بستہ زین سرائے بے بقا
 چون ندائی از جمعی از حق شنفت
 سال تاریخ و سانش خسروی
 فی البدیہہ نقشبند وقت گفت^(۱)

۱۲ ۱۰

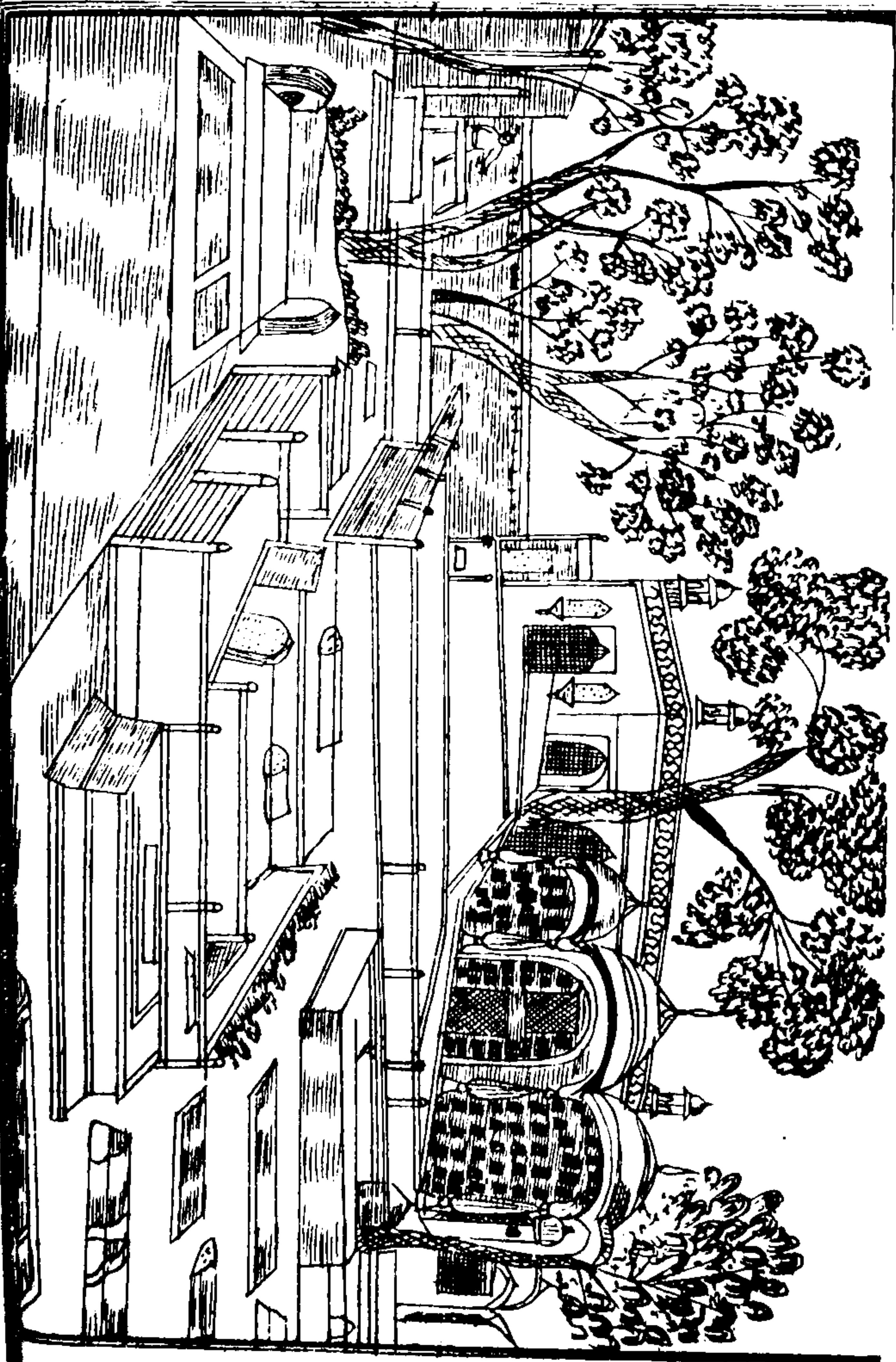
(۱) یہ قطعہ تاریخ بھی آثار الصنادید سے منقول ہے۔ حیرت کاظمی

قصیدہ مشتمل برتاریخ و وفات

(۱) تبار اربابِ حق کعبہ اصحابِ دین
 حافی دین نبی اکمل امامِ امتین
 کاشف اسرارِ مطلق واقفِ علمِ یقین
 غوثِ اعظمِ عرۃ الوثقی زربِ العالمین
 کامل عالی طریقہ ہدی راہِ متین
 راضی و مرضی حق بر ذاتِ شانِ اودین
 نورِ بحیوں بر جنبشِ تافت از حق المبین
 کہ تو انم گفت مدح آن خلاصہ و این
 خواجگی اکمنہ شد مرشد آن شاہِ دین
 چون کمالش وصل دائم بودی و نشین
 داں ز ہجرت بعد الفاشتا عشر بودہ
 ہر کہ آید بر مزارش از سر صدق و یقین
 عاجز و عاصی بدر گاتش ہمی عایدین
 با دنازل رحمتِ رضوانِ رب العالمین
 منظرِ فیضِ الہی صاحبِ علمِ یقین
 سورہٴ فضل گرامی آلِ ختمِ المرسلین
 محو ذاتِ اقدس با شرباتی بالیقین
 قطبِ ارشادِ جہاں ہم معنی حقِ یقین
 بحرِ عرفانِ الہی مقصدِ امی عارفین
 این کرامت ہست از محبوبِ رب العالمین
 شد زمینِ نمتیش روشن قلوبِ المؤمنین
 ہست ذاتِ خواجہ باقی مرحمتِ اللعالمین
 لیک مشربِ اقلین وہم بہارِ آخرین
 شد وصالِ غیب و آخرِ بعمرِ اربعین
 از وفاتِ قطبِ دو راں تکبیر گاہِ مسلمین
 حاجتِش گرد و درواہم مقصدِ دنیا و دین
 تا بیا بد نظر رحمت ہم تجاتِ یومِ دین
 بر محمد خواجہ باقی زاویا کے مقبلین

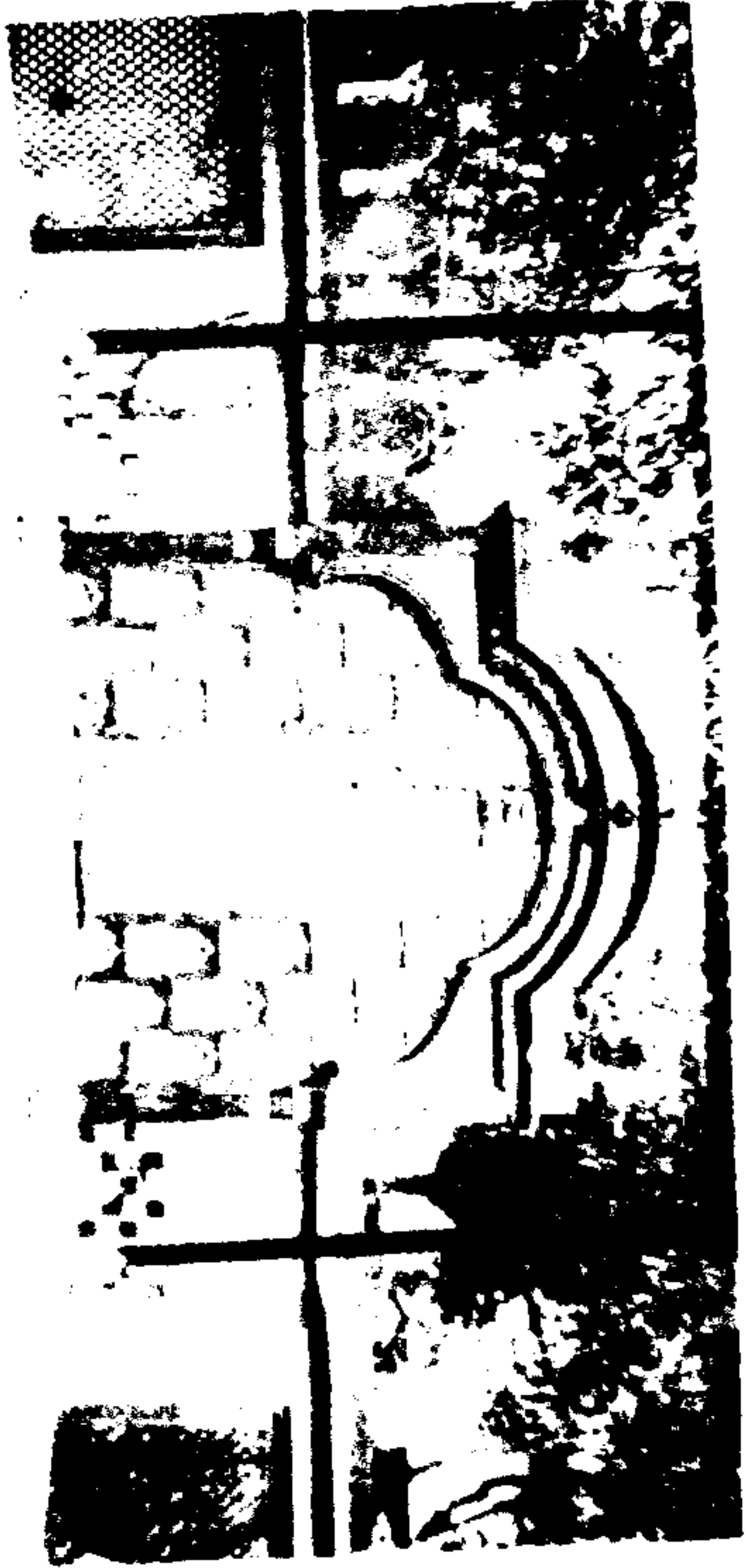
(۱) یہ قصیدہ تاحل حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لوح مزار پر ثبت ہے اور رسید احمد خان نے اپنی کتاب ہنار الصنادید میں بھی اسے نقل کیا ہے (۲۵) آپ کی والدہ ماجدہ سادات کے تھیں اسلئے آلِ ختمِ المرسلین کہا۔

نقشہ قدیم درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز



نقشہ قدیم درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز

نقشہ جدید درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ نور اللہ مرقدہ



شامل عرفانیات باقی

کتابخانہ جامعہ اسلامیہ
لاہور پاکستان
رقم نمبر
ماہنامہ اسلامیہ
تفصیلی

عرفانیات

مجموعی کلامِ بکغت نظام

حضرت خواجہ محمد عبدالباقی المعروف خواجہ سید باقر شاہ

تالیف و ترتیب

از

سید نظام الدین احمد کاظمی حیات